www.novelsclubb.com
آہنگِ خوابیدہ
از عریضہ بتول
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

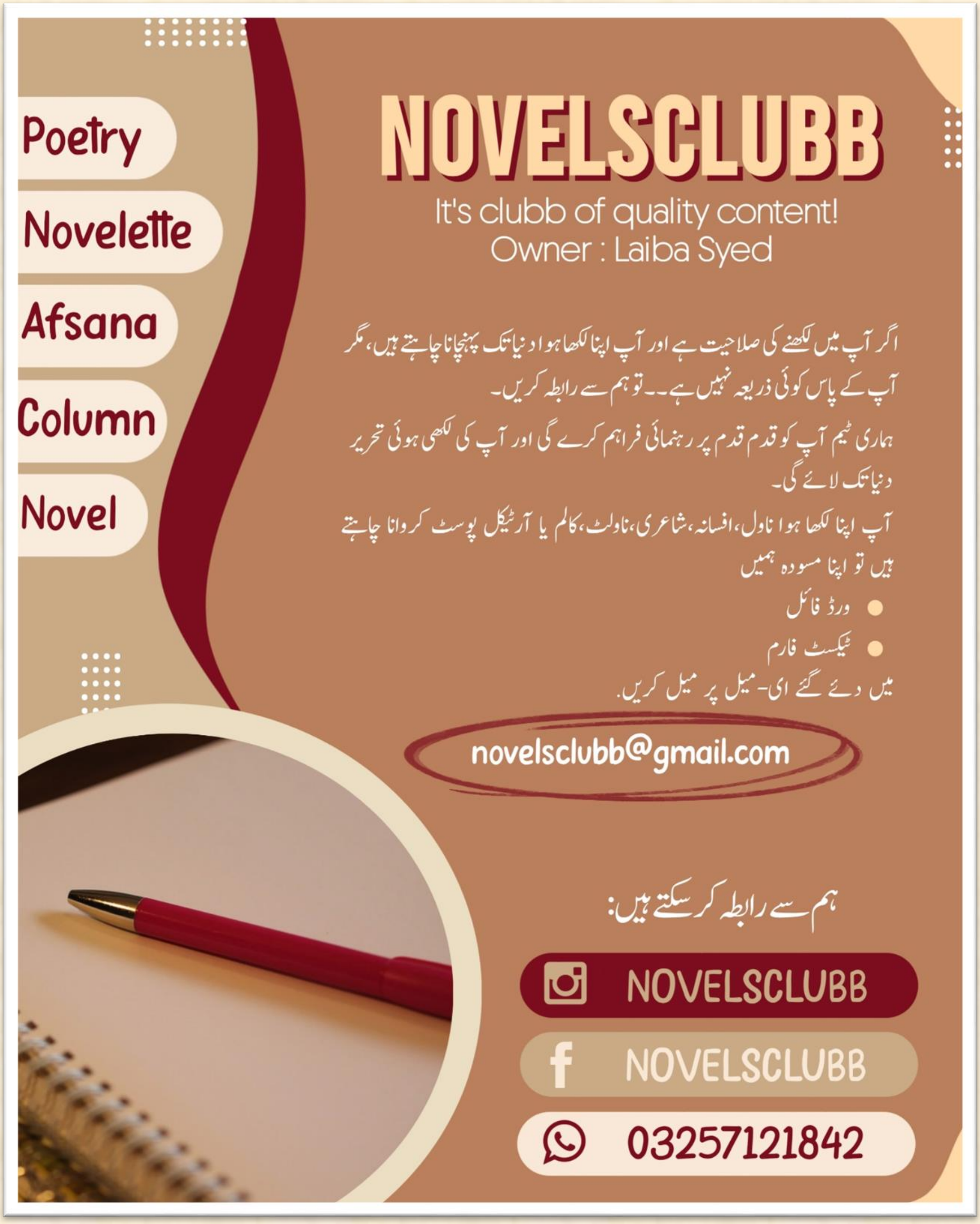
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

آہنگِ خوابیدہ
از قلم
عریضہ بتول

ناول "آہنگِ خوابیدہ" کے تمام جملہ حق لکھاری "عریضہ بتول" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

آہنگِ خوابیدہ

عریضہ بتول

قسط نمبر:13

دنیا، کیا ہے؟

!روشن، چمکتی ایک حسین تصویر

،جس میں پلتے بہت سے وجود

،کچھ مکمل، کچھ خامیوں سے بھرے

یا کوئی مکمل نہیں؟ کسی میں خامی نہیں؟

،کچھ واقعات، کچھ سانحے

،دل کو چیرتے کبھی راحت بخشتے

!کچھ آوازیں، آہ و فغاں

،دل کو دہلاتی سسکیاں

،لیکن سب میں ایک امید

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

،جو زندہ رہنے پر مجبور کر دے

،خواہشیں، حسرتیں، لازوال چاہتیں

،خواہشوں، حسرتوں کو حاصل کرنے کی

،راہ جو صراطِ مستقیم سے بھٹکی ہوئی ہے

،سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے لوگ

،دل میں انگنت خواہشوں کا ڈھیر لیے

،حقیقت سے منہ چراتے

،وہاں ! یہ کچھ بھی نہ ساتھ جائے گا

،جہاں ہمارا اصل ہے

،آہیں، سسکیاں دم توڑتی

،کہیں دعائیں لبوں پر سسکتیں

،گمراہی کے دلدل میں دھنسے

،صراطِ مستقیم سے بھٹکے

،لیکن ! کہیں دور سے اندھیرے کو چیرتی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

،صراطِ مستقیم کی روشنی

،دلوں پر ایمان کی دستک

،پرودگارعالم کی موجودگی کا احساس

،لمحے میں خواہشات سے پھرتے دل

،گمراہی سے صراطِ مستقیم کی آگاہی

،یہ لمحہ ،دل کو مٹھی میں لیتا

،کہ کوئی زات ہے، کس نے سب دیکھا

،وہ جو ظاہر کے ،وہ جو چھپا ہے

اگر جو کوئی سوال کرلیا؟

!اگر؟؟ مگر، یہ تو تہ ہے، کہ سوال ہونے ہیں

،ہر ایک عمل، خواہش، چاہت، نیکی، بدی

،سب کا پوچھا جایے گا

،دیے گئے، دکھ، رنج، آنسوؤں کا

،لگایے گئے بہتانوں کا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

،بے سہاروں پر، بے بس بیٹیوں پر

،جو تم کرتے رہے

،اب جواب دو

،گمراہی کے دلدل میں گردن تک دھنسے

،رونے والے، اب روتے بلکتے

کیا معافی ملے گی؟

،وہ آنسوں جو خود خشک ہوئے

کیا وہ معاف کرے گے؟

،ابھی بہت سے باب باقی ہیں

،ابھی کئی مقام باقی ہیں

،ابھی معافی، تلافی باقی ہے

،ابھی کئی کئی حساب باقی ہیں

،ابھی کئی راز کھلنے باقی ہیں

،ابھی تو ضمیر کی مار باقی ہے

!!پھر شاید ہدایت باقی ہے

"یہاں کیا کر رہی ہو؟" وہ بھی اسے دیکھتی کھڑی ہو چکی تھی۔

"آپ ہی سے بات کرنے آئی ہوں پر شاید آپ آج بھی کافی بزی تھے۔۔" عناب کے عام سے لہجے میں کہے جانے والے لفظوں "آج بھی" پر اس کی آنکھیں گہری ہوئیں۔

"کب آئیں؟" اس کے انداز اور لفظوں کے اتار چڑھاؤ پر گہری سانس لیتا گہری بھوری آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"مدعے پر آتے ہیں۔" مقابل اس کی بات کو اگنور کرتی اپنی بات پر آئی۔

اسی کے انداز میں اسے نظر انداز کرتا ریسیپشنسٹ کی طرف گھوما۔

"کب سے آئی ہوئی ہیں یہ محترمہ۔" عناب نے بھی چند قدم آگے بڑھاتے سننا چاہا کہ کیا کہہ رہا ہے۔

"سر! وہ میم آدھے گھنٹے پہلے آئی تھیں، آپ میٹنگ میں تھے تو اس لیے بھیجا نہیں۔" ریسیپشن پر بیٹھی لڑکی کو شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

"آئندہ اگر یہ ویٹنگ ایریا میں نظر آئیں تو آپ یہاں نظر نہیں آئیں گی۔۔مائنڈ اٹ، یہ جب آئیں، آپ انہیں سیدھا میرے آفس میں بھیجے گی۔۔چاہے میں کتنی ہی ضروری میٹنگ میں کیوں نہ ہوں۔۔understand?? "

اپنی گہری ہوتی بھوری آنکھوں سے سامنے کھڑی لڑکی کا حلق خشک کرتا، اب عناب کی سمت مڑا۔

"اور آپ؟ آئندہ اس طرح کی حرکت کر کے اپنی کم عقلی کا ثبوت نہیں دیجیے گا۔ چلیں اب۔۔!!" اسے بھی ایک تیز گھوری سے نوازتا آگے بڑھ گیا۔

"نہیں یہیں بات کرنی ہے مجھے۔" اس کی نظروں میں عدم یقین کی جھلکیاں دیکھتے وہ اپنے لب بھینچ گیا۔

"محترمہ!!" اپنے آپ کو کچھ سخت کہنے سے روکا۔

"یہاں کیسے بات ہو سکتی ہے؟ کیوں تماشہ چاہتی ہو تم۔۔!!" لمحے میں آپ سے تم پر آتے آس پاس نظریں دوڑاتے اسے سمجھانا چاہا۔

"ٹھیک ہے، پھر کیفے ٹیریا چلیں بٹ آپ کے آفس میں نہیں جاؤں گی میں یوں اکیلے۔۔۔" کہتے کہتے ایکدم اپنے الفاظ پر غور کرتی احتیاط برت گئی۔

نولز کلب
Clubb of Quality Content!

"کیا؟ کیا مطلب؟؟ بات مکمل کرو اپنی۔۔" اس کے قریب قدم بڑھاتا، زرا فاصلے پر رکتے آئی برو سمیٹیں اور اسے دیکھا۔ چہرے پر ایک سایہ سا آکر گزرا تھا۔ مقابل کے آخری نا مکمل لفظ پر۔ اس قدر عدم اعتماد۔ ایک بات تو وہ مان گیا تھا کہ یہ لڑکی اتنی طاقت رکھتی تھی کی لمحے میں اسے جلتے انگاروں پر لوٹا دیتی اور لمحے میں اس پر ٹھڈی پھوار برساتی اسے پر سکون کر سکتی تھی۔

"کچھ نہیں۔۔" اِدھر اُدھر دیکھتی، اپنی انگلیاں مڑوڑنے لگی۔

"عناب حیدر!! تم میرے ضبط کا پہلے ہی بہت امتحان لے چکی ہو، اپنے لیے اور مشکلات کھڑی نہیں کرو، اپنی بے وجہ کی نفرت میں ہم دونوں کے لیے زندگی مشکل بنا رہی ہو۔۔" بھاری آواز میں کہتے وہ اسے قدم پیچھے لے جانے مجبور کر گیا۔

اس سے کہتے، وہاں بیٹھے ان دو نفوس کو سرد نظروں سے گھورا تھا اور ایک سیکنڈ لگا تھا انہیں یہاں سے غائب ہونے میں۔

"ہم؟؟ واقعی؟ آپ اور میں؟؟ ہم کب سے ہو گئے مسٹر۔۔! میرے یہاں آنے کو کیا سمجھ بیٹھے ہیں آپ؟ آپ جیسوں۔۔" اس کا جملہ ابھی مکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ مقابل کی سرسراتی آواز اسے سہما کر رکھ گئی۔

ششش!!! بلکل چپ!! خاموشی سے بنا ایک لفظ کہے سیدھی آفس میں چلو، ورنہ آپ تو"
مجھے سب سے بہتر جانتی ہیں بقول آپ کے تو۔۔" کہتے اس کی طرف دو قدم اور بڑھائے۔
چہرے پر چٹان سی سختی تھی۔ یہ لڑکی اس کی زندگی میں آئی ہی اس کا ضبط آزمانے کے لیے
تھی۔ اس حقیقت پر بھی وہ آج ایمان لے آیا تھا۔

آپ سے تم اور تم سے آپ پر آنے والی سید غزوان عالم کی یہ منطق اسے آج تک سمجھ نہ آ سکی
تھی۔ پلکوں کی جھلمن اٹھی تھی اور سنہری نظریں بھوری نظروں سے ٹکرائیں۔

ڈرتی۔۔۔ آآآآآ چھیییی!!! ڈرتی نہیں ہوں میں، آپ سے۔۔" کہتے کہتے وہ یک دم"
چہرے پر دونوں ہاتھ رکھتی چھینکی تھی۔ اپنی بات مکمل کرتی ٹشو سے ناک رگڑتی غصّے سے پیر
پٹختے اس کے روم کی جانب بڑھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کی لال ناک دیکھتا وہ مسکراتا، نہ میں سر ہلاتے، اس کے پیچھے اپنے قدم بڑھا گیا۔

اس کے آفس میں آتے غصّے سے اپنا بیگ اور پلینر شیشے کی اسٹائلش سی ٹیبل جو دکھنے سے ہی
اپنی قیمت اور استعمال کرنے والے کے ذوق کا پتہ دے رہی تھی۔ اس پر زور سے پٹخا تھا۔
پیچھے آتا وہ بس شیشے کی میز کی درگت بنتے دیکھ اس کی بے حالی پر افسوس ہی کر سکا۔

، لیکن ایک لمحہ لگا تھا مقابل کھڑے وجیہہ مرد کے چہرے کے تاثرات سخت گیر ہونے میں

میز کے کنارے پر رکھا پیپر ویٹ جو وہ بے دھیانی میں دیکھ نہیں پائی تھی بیگ زور سے رکھنے کی وجہ سے بیگ لگنے سے اس کے پیر پر گرتا اسے بلبلانے پر مجبور کر دیتا مگر اس کے پیچھے اندر آئے، غزوان عالم نے لمحے میں پیپر ویٹ پکڑتے اس کے پیر پر گرنے سے بچاتے، اسے ایک سخت گھوری سے نوازا۔ وہ جو اس کے یوں قریب ہونے پر اسے آنکھیں دکھاتی پیچھے ہوئی تھی۔ پیپر ویٹ دیکھتے منہ پھیر گئی۔ لیکن شرمندگی زرا نہیں تھی اس عورت کے چہرے پر۔

"ابھی گرتا نا پیر پر تو سارے کس بل نکل جاتے۔۔" ایک نظر اس پر ڈالتا پیپر ویٹ ٹیبل پر رکھتے بڑبڑایا۔

"آیئے بیٹھیے یہاں۔۔" اسے صوفے کی طرف اشارہ کرتے بیٹھنے کی پیشکش کی۔

"کیا ہم، آااا چھچھ چھیییی!!! کیا ہم بات کر سکتے ہیں؟؟" دانت بھینچتے اپنے آپ کو نارمل رکھنا چاہا۔ اسے شدید غصّہ آ رہا تھا اپنی چھینکوں پر جو پھر سے اپنا دورہ شروع کر چکی تھیں۔ یہ سب رات میں ٹھنڈی گھاس پر ننگے پاؤں چلنے کا انجام تھا۔

"ہم؟؟؟ واقعی؟" کچھ دیر پہلے اس کے "ہم" بولنے پر اس کا اعتراض یاد دلاتا وہ قاتل مسکراہٹ چہرے پر سجاتا، اے سی بند کر چکا تھا۔

"دیکھیے مسٹر! میں۔۔" آنکھیں بند کرتے وہ اس کے الفظ اور انداز دونوں کو نظر انداز کرتی

اپنی یہاں آنے کی اصل وجہ پر آئی۔ وہ اس کا اے سی بند کر نا نوٹ کر گئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ مقابل کھڑا مرد سردی میں اے سی چلانے کا عادی تھا پر اس کے لیے نا صرف کم بلکہ بند ہی کر چکا تھا۔

غزوان!!" تنبیہ کی گئی۔ بہت وقت ہو چکا تھا وہ اس کا انداز اور طرزِ تخاطب دونوں کافی" نظر انداز کر چکا تھا پر اب نہیں۔ بس بہت ہوا تھا یہ اجنبیت کا دکھاوا۔

جو بھی ہو۔۔ مجھے بات کرنی ہے۔۔" ناک سے مکھی کی طرح اڑایا اس کی بات کو۔"

دو کافی بھیجو اور نزلے کی میڈیسن بھی۔۔ فوراً!" انٹر کام پر ہدایت دیتا اس کی طرف" گھوما۔

"جی تو کیا کہہ رہی تھیں۔۔"

دیکھیں مسٹر غزوان عالم! مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے تو پلیز میں امید کرتی ہوں کہ" آپ میری بات غور سے سنے گے۔" آنکھیں بند کرتے اپنے اندر امڈتے اشتعال کو دبانا چاہا۔

ویسے حیرت ہے مجھ جیسے شخص سے آپ امیدیں بھی وابستہ رکھتی ہیں، خیر! میری پوری" کوشش ہو گی کہ آپ کی امید پر پورا اتر سکوں۔ کہیے میں سن رہا ہوں۔۔" وہ بھی ویسے ہی کھڑا رہا تھا، کیونکہ وہ لڑکی بھی بیٹھنے پر راضی نظر نہیں آ رہی تھی اور مقابل کھڑی عورت کے

نالز کلب
Clubb of Quality Content!

کھڑے رہنے پر وہ کیسے بیٹھ سکتا تھا۔

"کیا حیدر کنسٹر کشن کے ساتھ آپ کی ڈیل کینسل کرنے کی وجہ جان سکتی ہوں میں؟"

آنکھیں چھوٹی کیے بولی۔

"آپ کچھ بھی جان سکتی ہیں، پر کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کو کیسے پتہ اور آپ اس بارے میں کیوں جاننا چاہتی ہیں۔۔"اس نے سامنے کھڑی اس عورت سے اس قسم کے سوال کی امید ہرگز نہیں کی تھی۔

"وہاں سے نکلو فوراً، کوئی آرہا ہے۔"اس کے ائیر پیس پر یمان کی آواز سنائی دی۔

"چپ کر جا! جب یہ یہاں آرہی تھیں، تب کیا اندھا ہو گیا تھا، اب چیخ رہا ہے کہ کوئی آرہا ہے۔۔ان کا کیا کروں؟؟ بے ہوش ہو چکی ہیں۔"سب سے پہلے اس نے اپنا ماسک دیکھا جو وہ جلد بازی میں واپس پہننا بھول گیا تھا اور یہ لڑکی اس کا چہرہ دیکھ چکی تھی۔ایک جھلک ہی سہی پر وہ جانتا تھا، وہ اسے پہچان چکی ہے۔

"اس کو بھی مار دیا؟؟؟"

"یمان میں جان سے ماردوں گا تجھے۔۔ڈر کر بے ہوش ہوگئی ہیں شاید۔۔"اس کی بات پر اس کا دماغ گھوما تھا۔

"کیا مصیبت ہے یار!!کہاں سے نازل ہوگئیں یہ۔۔"

"ہوگئیں ں ں س!!!امم ہمم!!"یمان نے اسے تنگ کیا۔

"یمانننن!!!!!"کوفت زدہ آواز میں کہتا وہ اسے مارنے کے درپہ تھا۔

"اپنے فادر کو چیک اپ کے لیے لے کر آئی ہیں۔"اس کی غراہٹ پر یمان نے انتہائی شرافت سے اسکے سوال کا جواب دیا۔

"یمان!!!مار ڈالوں گا یار!!!چپ کر جا!!اسٹور یج ایریا میں کونسا چیک اپ کرانا تھا انہیں۔۔"پاس رکھی چادروں پر اس کا سر ٹکاتے،پانی کے لیے اِدھر اُدھر نظریں دوڑائیں۔ سامنے اسے پانی کی آدھی بوتل دکھی۔

"ہووو!!"پانی کے چھینٹے اس کے چہرے پر مارتے اس کا گال تھپتھپایا۔

کچھ لمحے لگے تھے،وہ ہوش کی دنیا میں لوٹتی آس پاس دیکھنے لگی۔آنکھیں پوری طرح سے کھولتے وہ اب مکمل طور پر بیدار ہوتی مقابل شخص کو خوفزدہ نظروں سے دیکھتی اپنے پاؤں سمیٹتی بیٹھے بیٹھے پیچھے ہوئی۔مقابل اپنے چہرے سے اترا ماسک اس کے ہوش میں آنے سے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پہلے ہی پہن چکا تھا۔ شاید وہ بھول چکی ہو۔ لیکن سامنے بیٹھی لڑکی کی آنکھوں میں موجود خوف اور اپنے لیے کراہیت اسے صاف صاف بتا رہی تھی کہ وہ اسے پہچان چکی ہے۔

تتت،، تم،، تم میر ہو نا! ہاں تم میر ہی ہو! تم نے اسے،، تم نے اسے مار دیا۔۔؟ تم قاتل" قاتل تم قاتل ہو میر تم نے تم نے ایک جان لے لی، تم نے اسے مار دیا!!!!"ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کہتے وہ آخر میں دھاڑی تھی۔ جس پر ایک لحظے میں آگے بڑھتے میر نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے اس کی آواز بند کی تھی۔

اسے دھکہ دیتے اس کے ہاتھ پر مٹھی بناتے مارتے اسے دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتی وہ ہلکان ہوئی۔ پسینے سے بھیگا چہرہ خوف سے کانپتا وجود، وہ ذرا سی دیر میں اپنی حالت تباہ کر چکی تھی۔ میر نے افسوس سے اس کی طرف دیکھا۔ مگر وہ مضبوط چٹان مرد ایک انچ جو اپنی جگہ سے ہلا ہو۔

ششش!!! خاموش!! وہ زندہ ہے! صرف بے ہوش ہے اس وقت، میں ہاتھ ہٹا رہا ہوں پر" خبردار جو ایک لفظ منہ سے نکالا۔"خوفزدہ کر دینے والی آواز میں کہتے اس کے منہ پر سے ہاتھ ہٹایا۔ وہ اسے ڈرانا نہیں چاہتا تھا پر اگر اس طرح نہ کہتا تو وہ یقیناً پھر چیختی اور اس کے لیے ایک بڑی مصیبت کھڑی کر دیتی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

دور ہٹو مجھ سے گھٹیا آدمی، قاتل جھوٹے، کون ہو تم؟ کیا ہے اصل حقیقت تمہاری؟؟ تم" وہ معصوم میر نہیں ہو۔۔!آہ!! یو مرڈررررر!!" اس کی آنکھوں سے خوف کھاتی وہ چیخی نہیں تھی پر کانپتے وجود سے کہتی غرائی ضرور تھی۔ اسے حقارت اور خوف کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ دیکھتے دونوں ہاتھوں سے اپنے بال نوچتے دیوار سے لگی اٹھتی چلی گئی۔

"ہاں! یہیں ہوں میں، اب ایک لفظ نہیں اور ایک بات یہاں سے باہر تو آپ باحفاظت جا سکتی ہیں لیکن یاد رکھیے گا کہ باہر آپ کی زبان سے نکلا ہر لفظ آپ کی اور آپ کی فیملی کے دائرائے حفاظت کو مضبوط اور کمزور دونوں کرنے کی وجہ بنے گا۔ اب یہ آپ پر ہے کہ آپ کن لفظوں کا چناؤ کرتی ہیں۔ جائیں اب یہاں سے۔۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

چند قدم اس کی طرف بڑھاتے ایک ادا سے وہ اپنا ماسک ہٹا گیا تھا۔ بھاری، قدموں کو جامد کر دینے والی آواز، بے خوف کالی چمکتی آنکھیں، سرد چہرہ۔ وہ کہیں سے بھی اسے اپنے آفس میں کام کرتا میر نہیں لگا تھا۔ اس کے ہر عمل ہر انداز سے میرال کو نفرت سے زیادہ گھن محسوس ہو رہی تھی۔ اسے اپنے آپ پر غصّہ آیا تھا کہ وہ کیسے اسے پہچاننے میں غلطی کر گئی۔

"جائیںںں!!!!" اس بار اونچی آواز میں غرایا تھا وہ۔ سامنے کھڑی لڑکی سراپائے حشر بنی کھڑی تھی، اس کی یہ حالت اسے کسی طور منظور نہیں تھی لیکن اس وقت وہ کچھ نہیں کہہ

سکتا تھا سوائے اسے خاموش کرانے کے۔اور اس کے لیے ناچاہتے ہوئے بھی وہ اس حساس دل نرم لڑکی کے خوف کو اور بڑھا گیا تھا۔کیونکہ وہ جانتا تھا دنیا کے سامنے سخت دل،انا کا بت بنی یہ لڑکی دل کی بہت حساس تھی۔اگر صرف اسے اپنی جان کا خطرہ ہوتا تو وہ ایک حربہ نہ چھوڑتی اسے بے نقاب کرنے کا لیکن اپنے سے جڑے لوگوں کی زندگی کا خوف اسے زبان بند رکھنے کے لیے کافی تھا۔

اسے بھیگی آنکھوں سے دیکھتی وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی تھی جب اس کی آواز اس کے قدم روک گئی۔

اپنا حلیہ درست کریں پہلے۔۔"اس کا بھیگا چہرہ،پسینے سے تر ہوتے گردن اور چہرے سے" چپکے بالوں کی طرف اشارہ کرتے،رومال بڑھایا۔

رکتے،آہستہ سے پیچھے گردن موڑتے زہر خند نظروں سے اسے دیکھتے،اپنے گلے میں پہنا اسٹالر نکالتے اپنا چہرہ اور گردن پونچھتے،بالوں کو جوڑے میں قید کیا۔اپنا حلیہ ٹھیک کرتی ایک زہریلی نظر اس کے ہاتھ میں لیے رومال پر ڈالی۔جیسے اسے بتانا چاہا ہو کہ یہ سب دھمکی کے زمرے میں نہیں تھا۔تیز تیز قدم لیتی ایک جھٹکے میں باہر نکلی۔

پیچھے غازی نے ایک گہری سانس ہوا میں خارج کرتے اپنی آنکھیں بند کیں۔

"آئی ایم سوری! مجھے تمہاری کمزوری پر وار نہیں کرنا تھا، لیکن یہ تمہارے لیے ضروری تھا، تم اس سب کو نہیں سمجھ سکتی یار!! اور نا سمجھی کبھی کبھی موت سے بھی بدتر کے قریب لے جاتی ہے۔ سوری رنگوں کی شہزادی۔ پر یہ تمہارا کینوس نہیں ہے، یہاں تمہاری مرضی نہیں چل سکتی۔ میرے چاہنے کے باوجود بھی نہیں۔۔" اپنے آپ سے کہتے آنکھیں کھولیں۔

"جتنا میں آپ کو جانتی ہوں، آپ اس بات سے بے خبر نہیں کہ وہ میری ہی کمپنی ہے۔" ایک آئی برو اٹھاتے، اپنے نزدیک اس نے اس کا بہت بڑا راز فاش کیا تھا۔

"آنہاں!! آپ کی نہیں آپ کے چچا کی۔" ایک ادا سے ہاتھ اٹھاتے، اس کی تضیح کی۔

"وہ میرے بابا اور چاچو دونوں کی ہے سو میری بھی ہے۔۔ خیر میں یہاں اپنی فیملی ڈسکس کرنے نہیں آئی۔۔" مقابل کو اس کے غیر اہم ہونے کا احساس دلایا گیا۔

"تو پھر؟؟" مقابل نے ایک اور سوال کیا۔

"ٹینڈر؟ آنچھیی!! ٹینڈر کیوں کینسل کیا؟" وہ ہی سوال دوہرایا۔ چھینک چھینک کر اس کا حال بے حال ہو چکا تھا اور ناک بار بار رگڑتی وہ سرخ کر چکی تھی۔

"یس کم ان!!" دروازے پر دستک سنتے، اندر آنے کی اجازت دی۔ چھوٹی عمر کا خوش شکل

لڑکا اندر آیا، ایک کہ اس کو دیتے دوسرا عناب کی طرف بڑھایا، جسے وہ اس لڑکے کے سامنے سید غزوان عالم کو تیز گھوری سے نوازتے تھام چکی تھی۔ وہ لڑکا منہ کھولے کبھی غزوان کو دیکھتا تو کبھی عناب کو۔

"جاؤ!!" اسے کہتے وہ اس کے تاثرات کو نظرانداز کر گیا۔

"سر دوائی۔۔؟"

"تم جاؤ۔۔"

"!اوکے سر۔۔"

"میڈیسن لیں۔۔" پانی کا گلاس آدھا بھرتے، میڈیسن نکالتا اس کی جانب بڑھا گیا۔

"مجھے نہیں کھانی اور یہ کافی بھی پکڑیں۔۔ یہ بھی نہیں پینی۔۔" آنکھیں گھماتی وہ اس کا بڑھایا ہاتھ پیچھے کرتی کافی بھی رکھ گئی۔

"شرافت سے ایک لفظ کہے بنا کھالو۔۔۔" اس نے ہاتھ پیچھے نہیں کیا تھا۔

"میری مرضی!! نہیں کھانی مطلب نہیں کھانی۔" مقابل کی ہٹ دھرمی قائم تھی۔

"محترمہ! آپ کی فکر بلکل نہیں ہے مجھے، یہ خوش فہمیاں کہیں دور رکھ کر آیا کریں۔۔ آپ کی چھینکیں میرا دماغ خراب کر رہی ہیں۔۔" طنزیہ انداز میں کہتے اس کی خوش فہمیاں دور

کرنے کی کوشش کی گئی۔

پلیز!!"اس کو جوں کا توں کھڑے دیکھ خود ہی جھکا۔اس عورت کے آگے کیا فرق پڑتا تھا۔"

کیا مصیبت ہے۔۔!!؟"اس کے ہاتھ سے غصّے سے میڈیسن لیتی منہ میں رکھ گئی۔"

دوسرے ہاتھ میں لیا پانی کا گلاس تیزی سے اس کے ہاتھ سے لیا۔

تھینک یو!!"وہ صرف مسکرا ہی سکا۔"

"اب یہ کافی بھی پی لیں۔۔"

"نہیں پینی۔۔"

اس سے تو لے لی تھی۔۔!"ترچھی آنکھیں کیے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔"

"ہاں تو اس کے منہ پر منع کر دیتی،اخلاقیات بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔۔ برا لگتا ایسے اسے۔۔"

بڑی بڑی سنہری آنکھیں کھولتی اسے اخلاقیات کا درس دیتی پلکیں جھپکا گئی۔

واہ! محترمہ! میری باری میں یہ اخلاقیات کہاں سو جاتی ہیں؟؟"ایک آئی بروا اٹھاتا بولا۔"

میں نے کچھ پوچھا تھا۔۔؟"اس کی بات پھر نظر انداز کی گئی۔"

پہلے کافی۔۔!"جیسے شرط رکھی گئی۔"

آہ!!!"کہتے کافی اٹھاتی لبوں سے لگا گئی۔"

"اب بتائیں کیا وجہ تھی؟؟"اس بار وہ چیخنے والے انداز میں غرائی۔ تھک چکی تھی اس کی دھونس سے۔

"ہمم! گڈ!! خیر، وجوہات میل کی گئی ہیں، پوچھا نہیں آپ نے اپنے چچا سے۔۔"مقابل کے چہرے پر اطمینان ہی اطمینان تھا، جس حق سے مقابل کھڑا وجود اس سے سوال کر رہا تھا وہ اسے اندر تک سرشار کر گیا تھا۔ کاش کوئی اور وقت ہوتا۔

"ہر بات سر آنکھوں پر، لیکن اس بے غیرت شخص کی تباہی تو تم بھی نہیں روک سکتی محترمہ۔۔اسے تمہارے لیے وہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا، بلکل نہیں کہنا چاہیے تھا۔"اپنے آپ سے کہتے وہ اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ عناب کو اس کی نظریں زہر لگی تھیں۔

"کیوں کر رہے ہیں آپ یہ سب؟ مجھ سے بدلہ نکال رہے ہیں نا؟؟"تلخی سے کہتی، وہ اس کا اطمینان غارت کر گئی۔ کچھ دیر لگی تھی، اس کی چھینکیں اب رک چکی تھیں۔

"محترمہ! پہلے بھی کہا ہے بہت غلط perception قائم کرتی ہیں آپ۔۔"اسے بے تاثر نگاہوں سے دیکھتا، وہ پھیکا سا مسکرا دیا۔ اس کا یہ جملہ، کیا وہ واقعی اتنی بے وقوف تھی یا اس کے معاملے میں ہر حد توڑنے کی کوشش کرتی تھی۔

"ویسے صرف میرے بارے میں ہی اتنے غلط مفروضے قائم کرتی ہیں یا سب کے ہی بارے

میں ؟؟'' لہجے میں عجیب سی ٹوٹ پھوٹ تھی۔ جیسے وہ تھک رہا ہو اس کے اپنے اوپر عدم اعتماد کی حد سے۔

''مفروضے بھی خود تو قائم نہیں ہو جاتے، کچھ تو وجوہات ہوتی ہیں ہر مفروضے کے پیچھے۔۔ خیر مجھے آپ کے بارے میں مفروضے قائم کرنے کا کوئی شوق لاحق نہیں ہے۔۔ مجھے صرف ٹینڈر کے متعلق بات کرنی ہے۔۔'' کہتے دو قدم پیچھے لیتی، اسے آسمان سے زمین پر پٹختی اسے اس کی اہمیت واضح کر گئی تھی۔ اسے تو کم از کم یہ ہی لگا تھا۔

''صحیح ! میں بھی ابھی اس پر بات نہیں کرنا چاہتا چلیں اچھا ہے کہیں تو ہم ایک بات پر متفق ہوئے۔۔ لیکن جب بات ہو گی تو قدم پیچھے لے جانے کی اجازت نہیں ہو گی۔۔'' دو قدم اس کے قریب بڑھاتے، فاصلے پر رکتے اسے دیکھا۔ گہری بھوری آنکھیں چمکیں تھیں۔ اس عورت کی سنہری آنکھیں اسے باتیں بھلا دیتی تھیں۔

''آپ ٹینڈر واپس سائن کریں گے۔۔'' اس کی بات کو مکمل طور پر اگنور کرتی، وہ پھر اپنی بات پر آئی۔ یعنی آج وہ قسم کھا کر آئی تھی کہ اپنی منوا کر جائے گی۔

"کاش کوئی اور وقت ہوتا، کوئی حسین موسم ہوتا جو صرف ہم دونوں کا ہوتا، وہاں یہ فرمائش، یہ حق، جان بھی مانگتی تو ہنستے ہنستے دے دیتا۔ قسم سے تمہارا ماننا منوانا کتنا حسین لگتا سنہری

آنکھوں والی لڑکی۔۔وہ موسم تمہارا ہوتا، تمہاری ان سنہری آنکھوں کی روشنی اس کی پہچان ہوتی۔۔پر افسوس کہ ابھی میں اس موسم کے سحر میں بھی اس آدمی کو نہیں بخش سکتا۔"اس کی سنہری آنکھوں کو دیکھتے پھر اپنے دل سے ایک رازدارانہ گفتگو کی تھی اس نے۔

"محترمہ! قسم سے ان سنہری آنکھوں کا سحر اس قدر طاقتور ہے کہ جو کہیں اس پر بندہ بشر کن کہہ اٹھے۔۔!!"ہنوز اپنی بھوری آنکھیں سامنے کھڑی حسین سنہری آنکھوں پر مرکوز کیے بولتے بولتے رکا۔مدھم دھیمی، مگر تسلط قائم کرتی آواز۔مقابل کھڑی عورت کی نظریں جو ہنوز اسے دیکھ رہی تھی لمحے بھر کے لیے گڑبڑائی، پلکوں نے جنبش کی تھی۔اوپر اٹھتی تو کبھی نیچے لیکن اسے دیکھنے سے انکاری۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

کمرے میں کچھ دیر کے لیے خاموشی چھاگئی تھی، آفس کی سفید اور گرے امتزاج کی دیواروں نے آج اس بے رنگ کمرے میں کئی رنگ اپنے اندر خاموشی سے جذب کیے تھے۔ کہاں دیکھا تھا ان بے رنگ خشک دیواروں نے اس مغرور وجاہت سے بھرپور شہزادے کو اس طرح۔

پہلے بھی تو کئی دفعہ آپ نے ان کے ساتھ کام کیا ہے۔۔" اسے چپ دیکھ، اپنے آپ کو کچھ دیر پہلے والے لمحے سے باہر نکالتے، واپس اپنے مدعے پر آئی۔ اس کی کہی بات اسے تذبذب کا شکار کر رہی تھی۔ اس کے جملے کو بہ مشکل نظر انداز کرتی بولی۔

"ہمم! پر اب نہیں کرنا۔۔ اینڈ پلیز! عناب حیدر! اس بارے میں بات نہ کریں تو ہی بہتر ہے۔۔" اس نے بھی نرمی سے اسے سمجھانا چاہا۔ دونوں ایسے بات کر رہے تھے کہ جیسے کچھ دیر پہلے طاری ہونے والا سحراب کہیں نہیں تھا۔

"کیوں؟؟ یہ ہی تو پوچھ رہی ہوں؟؟ جو وجوہات آپ نے لکھی ہیں وہ زبردستی کی بنائی گئی ہیں، میں سب دیکھ کر آرہی ہوں، آپ ہمیں تھوڑا ٹائم دیتے تو وہ سب مسلے ہم حل کر سکتے تو ہماری کمپنی ڈیذرو کرتی تھی۔" پروفیشنل انداز میں اسے سمجھانا leniency تھے۔ اتنی چاہا۔ ہمدان صاحب کو وہ اس طرح پریشان نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اور پھر کمپنی کی ساکھ کو نقصان یعنی بابا کے نام پر حرف آنا اور وہ یہ کہاں برداشت کر سکتی تھی۔

"محترمہ اس سب میں آپ نہ آئیں۔۔" اس کی ایک ہی رٹ غزوان کو اکتاہٹ کا شکار کر گئی تھی، خاص کر اس شخص کی فکر اس لڑکی کی آنکھوں میں دیکھ اسے براداشت نہیں ہو رہا تھا۔ میرے معاملے میں اس قدر بے حس اور تلخ تھی اور میرے علاوہ ہر شخص کے لیے ایک نرم

دل،احساس سے گندھی معصوم لڑکی۔

اسے دیکھتا وہ بس سوچ ہی سکا تھا۔

"کیوں نہ پڑوں،میری وجہ سے ہی کر رہے ہیں آپ،آئی نو میرے رویے کی سزا میرے گھر والوں کو دی جا رہی ہے۔۔"اس لڑکی کی غلط فہمی بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔

،وہ سوچ پر سوچ اخذ کرتے ہیں

،ہم ان کی ہر سوچ پر دم بھرتے ہیں

"تو محترمہ آپ کو اپنے رویوں کی خبر ہے؟نائس!!"اتنی سچائی پر،داد دیتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"ہاں ہے!آج تک جس کمپنی کے ساتھ کتنے ہی ٹینڈر سائن کرنے والی کمپنی یوں اچانک ایک ٹینڈر کینسل کر دے ایسے کیسے۔۔مجھے بچہ سمجھا ہے کیا۔۔؟؟دیکھیں ہماری کوئی لڑائی نہیں ہے،کوئی تعلق نہیں ہے۔۔زرا سی اپنی انا کی تسکین کے لیے آپ کیوں میری فیملی کو گھسیٹ رہے ہیں؟میں نے کچھ غلط تو نہیں کیا آپ کے ساتھ؟آپ کیا چاہتے تھے کہ میں بھی اس لینا کی طر۔۔۔"بنا سوچے سمجھے بولتی چلی گئی تھی وہ۔

دوپہر کے کھانے کا وقت ہو رہا تھا، اس وقت گھر کے مرد کم ہی گھر پر ہوا کرتے تھے۔

دونوں گھروں کی خواتین ہی ہوتی تھیں دوپہر کے کھانے کی ٹیبل پر، آغا جان بھی کمرے میں ہی اپنا کھانا منگوا لیتے تھے۔ شہر بانو بیگم کے بعد سے وہ اپنے کمرے میں رہنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ ایک زمانے میں روعب دار شخصیت کے مالک، آغا جان، اب بس کمرے کے ہو کر رہ گئے تھے۔ بچوں کی خوشی میں خوش ضرور ہوتے لیکن ان خوشیوں میں انہیں اپنی شریکِ حیات کی یاد گہری تکلیف سے دوچار کرا دیتی تھی۔

"آغا جان کو کھانا کھلا آئی ہوں میں۔۔" زینب بیگم کے پوچھنے پر رخسانہ جواب دیتی ان کے برابر والی کرسی کھینچتی بیٹھیں۔

"ٹھیک!! اور یہ بچیاں کہاں ہیں؟؟"

"وہ سب عکس کے کمرے میں ہیں اور وہیں کھانا کھائے گی۔۔" مریم شاہ کہتی خود بھی بیٹھ گئیں۔

"اچھا ہے، اتنے دن سے گھر کے اس ماحول سے پریشان سی ہو گئیں ہیں سب، ایک دوسرے کے ساتھ زرا وقت گزارے گی تو باتوں میں دل لگ جائے گا۔۔" زینب بیگم کی بات پر حمیرا شاہ کے چہرے کے زاویے سخت ہوئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بھابھی!! معاف کیجیے گا، پر آپ لوگوں نے عکس کو بہت سر چڑھایا ہوا ہے، آپ لوگوں کی ہی شہ پر اس کا یہ حال ہے۔۔"

"کیا مطلب؟ کیا حال ہے؟؟"

"بھابھی! آپ سب سمجھ رہی ہیں کہ میں کیا کہنا چاہ رہی ہوں، پھر بھی چاہتی ہیں تو صاف لفظوں میں کہہ دیتی ہوں، اس کی ہٹ دھرمی، اس کا یہ باغی انداز آپ لوگوں سمیت ہم سب کو کسی بڑی مصیبت میں ڈالے گا ایک دن۔۔ یاد رکھیے گا میری بات۔۔" تیوری چڑھا کر بولیں۔

"کون سی ہٹ دھرمی؟ اور کس انداز سے تمہیں وہ باغی لگی ہے؟؟" کھانے کی میز پر سب خواتین موجود تھیں اور سب ہی کو حمیرا شاہ کی بات انتہائی بری لگی تھی اور سب اس بات کا ثبوت دیتے کھانے سے اپنے ہاتھ روک چکے تھے۔ حتیٰ کے ملازمین کو بھی ان کی یہ باتیں اچھی نہیں لگتی تھیں اور نہ ہی ابھی لگی تھیں۔ سب کچن کے جانب قدم بڑھا گئیں۔

ایک فرد تھا جس کا چہرہ بے تاثر تھا، نہ انھیں بات بری لگی تھی اور نہ ہی وہ حمایتی ہوئیں، بس خاموشی سے اپنا کھانا کھاتی ان کی باتوں کو نظر انداز کر گئیں۔

"بھابھی!! یہ سب انداز اور کیا ہیں؟؟ پہلے تو وکالت جیسا شعبہ جوائن کر لیا، اس پر پھر ہر

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

خطرناک کیس کو لیتی جانے کیا جتانا چاہتی ہے، اپنی سچائی کا پنڈورا کھتی یہ کسی دن ہمارے بیٹوں کے لیے مصیبت ثابت ہو گی، اور اب تو اپنے سچ اور انصاف کا پرچار کرتی خاندان کی عزت کو سڑکوں پر روندنے کی پوری تیاری کر چکی ہے۔۔ آج بچ کر آ گئی، پر ہر بار بچ کر آ جائے یہ ضروری تو نہیں۔۔" بے رحمی سے کہتی انھیں زرا احساس نہیں ہوا تھا کہ وہ اپنی تلخی میں گھر کی بیٹی کے بارے میں کیا کچھ کہہ رہی ہیں۔

"حمیرا!!!!" رخسانہ شاہ زرا تیز آواز میں ان کا نام لیتی ٹوک گئیں۔

"کیا حمیرا؟ بھابھی؟ آپ دونوں مجھے یوں حقیقت بولنے سے روک نہیں سکتیں اور چلیں مجھے روک دیں، لیکن آپ کی چہیتی کو اگر لگام نہیں ڈالی تو آپ دونوں ہی نقصان اٹھائے گی یاد رکھیے گا۔۔"

"حمیرا کیا ہو گیا ہے تمہیں! تم یہ سب باتیں عکس کے لیے کہہ رہی ہو! اتنی تلخی کیسے آ گئی میری جان!!"اس بار مریم شاہ بھی بہن کی باتوں پر چپ نہ رہ سکی تھیں۔

"آپا! آپ کچھ بھی کہیں آپ سب اسے سر چڑھا رہے ہیں، پہلے بھائی نے اسے سر پر بٹھار کھا تھا، دیکھ لیں قبر تک پہنچا آئی ہے انہیں اور اب آپ لوگوں نے۔۔ گھر کے اور بھی بچے ہیں، کوئی اس کی طرح نہیں ہے۔۔ اتنے لاڈ پیار سے بچے اسی طرح ہٹ دھرم ہو جاتے ہیں

آپا۔۔!"حمیرا شاہ شاید آج بے رحمی کی ہر حد پار کرنے بیٹھی تھیں۔

"حمیرا! سوچ سمجھ کر بولو، اللہ کی مصلحت، اس کے فیصلوں پر یوں بولتی تم خود اپنے لیے مشکل راہ چن رہی ہو۔۔اور لاڈ پیار؟؟ واقعی!! کس کا لاڈ پیار ملا ہے اسے؟؟ ماں کا؟؟ یا باپ کا؟ جو بیوی اور بیٹی کے درمیان ہمیشہ تذبذب کا شکار رہا، بیوی کے خاطر وہ بیٹی کو سمجھاتا رہا بہلاتا رہا، یا بہن بھائیوں کا پیار؟؟ جو تمہاری ہی طرح تلخ کلامی کی حد کرتے اس کے دل کو نوچ ڈالتے ہیں! یا ہم سب کا؟؟ جنہیں جب وقت ملا تب پیار کر لیا ورنہ اپنے کاموں اور اپنی اولادوں میں مصروف ہو کر اس کے وجود کو سراسر فراموش کر گئے۔۔ یا کچھ محبت کے بول کو تم لاڈ پیار کہتی ہو؟؟ واقعی حمیرا؟؟"ان کے جملے ثانیہ بیگم کا کھانا کھاتا ہاتھ روک گئے تھے۔ منہ میں گیا نوالہ حلق میں اٹکا تھا۔ چاروطرف سے اظطرابی احساس نے انھیں آگھیرا۔

"صحیح کہا تم نے! گھر کا کوئی بچہ میری بیٹی جیسا نہیں ہے۔۔کیونکہ ہو بھی نہیں سکتا، گھر کا ایک ایک بچہ اپنے بچپن کو جیتا بڑا ہوا ہے جبکہ وہ اپنی زندگی کے ایک بہت بڑے خلا کے ساتھ لڑتے لڑتے بڑی ہوئی ہے۔۔"ان کے میری بیٹی کہنے پر بے اختیار ثانیہ بیگم کی نظریں اٹھی تھیں۔

"گھر کے اور بچوں سے اگر اس کا موازنہ کرنے بیٹھ گئیں نا! تو خود اپنے آپ سے نظریں نہیں

ملا پاؤ گی۔ ضمیر کی ملامت سے بچ نہیں پاؤ گی حمیرا!" رخسانہ شاہ نے اپنے گال پر پھسلتے آنسوں پوچھتے ہوئے کہا۔

"ضمیر کی عدالت اپنے ملزم کو لڑنے کی اجازت نہیں دیتی، وہاں صرف سزا سنائی جاتی ہے۔۔ ضمیر کی عدالت میں کوئی استغاثہ کوئی گواہ یا کوئی دفاع نہیں ہوتا وہاں صرف سزا ہوتی ہے۔۔" مریم شاہ نے تکلیف سے بوجھل پلکیں ان کی جانب اٹھاتے سمجھانا چاہا۔

"جس بچی کے لیے تم یہ سب کہہ رہی ہو، ہمارے بچوں کو ہم سے زیادہ چاہتی ہے وہ، جان چھڑکتی ہے ان پر۔۔ تم سے زیادہ تمہاری بیٹی اس کے قریب ہے۔۔ اگر اس میں برائیاں ہیں تو گھر کے ہر بچے میں برائیاں ہیں کیونکہ اس گھر کا ایک ایک بچہ اس کی ایک آواز پر لبیک کہتا ہے، جو وہ کہتی ہے کرتی ہے اس کو کرنا فرض سمجھتا ہے۔۔ مجھے فخر ہے میری بیٹی پر! اور آخری سانس تک رہے گا!! ہم سے اچھے تو ہمارے بچے رہے حمیرا!!" ان کے لہجے میں پر شکوہ وقار کی جھلک نمایاں تھی، مگر آنکھوں کی تہہ میں خفیف سا ارتعاش لرز رہا تھا۔

"آپ کہہ رہی ہیں یہ؟؟ خود آپ کے بیٹے کے ساتھ کیا کیا ہے اس نے؟؟ بھول گئیں ہیں کیا؟ یا مصلحتاً خاموش ہیں؟" طنزیہ تبسم چہرے پر سجائے انھیں ماضی یاد دلانے کی کوشش کی گئی۔

،میں جس کی بے رخی پی گیا ہنس کر

،اس کے لفظ کھا گئے مجھے، زہر بن کر

”اب ایک لفظ اور کہا تو باخدا جان سے مار دوں گا اس شخص کو جس کی وجہ سے تم اس نہج تک آ پہنچی ہو، تمہاری زات کو نقصان پہنچانے کا حق تو میں خود اپنے آپ کو بھی نہیں دیتا، عناب حیدر! لہذا اب اپنے لیے کسی گھٹیا لفظ کا انتخاب کرنے سے پہلے سوچ لینا کہ تمہیں تو کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن اس شخص کی ہستی مٹادوں گا جو اس کی وجہ ہو گا۔۔!“خون چھلکاتی نظروں سے اسے دیکھتے پھنکارا۔ بار بار اپنے لیے بدلے کا لفظ استعمال کرتی وہ اسے طیش دلا گئی تھی۔اور اس پر حد کہ غصّے میں بنا سوچے اپنا موازنہ کس طرح کی لڑکی سے کر گئی تھی وہ خود نہیں جانتی تھی۔

”اپنے بارے میں کیا خیال ہے پھر۔۔؟“اس لڑکی کا اسے آزمانا، آج بھی ویسا ہی تھا۔ضبط کرتا وہ مٹھیاں بھینچ گیا۔

”جس لمحے ایسا لگے نا! عناب حیدر! اس لمحے اس گھڑی تمہیں اجازت ہے کہ سید غزوان عالم کے سینے میں اس پسٹل کی چھ کی چھ گولیاں، یہاں اس مقام پر اتار دینا۔۔“اپنے سینے پر

دل کے مقام پر بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی رکھتا مسکراتا ہوا بولا۔ گویا وہ اسے اپنی زندگی سونپتا، آج اسے اپنا خون بھی معاف کر رہا تھا۔

اور یقین رکھنا کہ کوئی حرف تک نہیں آئے گا تم پر۔۔بے خوف ہو کر، کر گزرنا، بس شرط ہے کہ تمہارا دل، یہ تم سے کہے۔" اپنی کمر پر لگی پسٹل اس کے ہاتھ میں تھمائی۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی کہ کیا کہے کیا کرے۔ ڈھیلے ہاتھوں سے پسٹل تھام گئی۔

کیا نہیں تھا سامنے کھڑے اس مغرور بھوری آنکھوں والے مرد کی آنکھوں میں کہ ایک لمحے کے لیے مقابل کھڑی لڑکی کے قدم ڈگمگائے تھے۔ پسٹل ہاتھ سے چھوٹتی نیچے زمین پر گری۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس شخص کی آنکھوں میں لہراتا سکون تو کسی پل لہراتا جنون اسے ڈرا گیا تھا۔

اس کی آنکھوں میں رقم تحریر کو وہ پڑھ کر بھی انجان بنتی، ہمت کرتی کچھ بولنے کے لیے لب وا کر گئی۔ اسے دیکھتا وہ مسکرا دیا۔ اس کے قدموں میں جھک کر پسٹل اٹھا کر شیشے کی میز کے قریب ڈھیلے پڑے اس کے ہاتھ کے برابر میں رکھی۔ گویا وہ اب بھی قائم تھا اپنی بات پر۔

جسے وہ مغرور امیر زادہ کہتی تھی وہ کبھی کوئی عار محسوس نہیں کرتا تھا اس کے قدموں میں جھکنے سے، ایک بار نہیں کئی بار وہ اس بات کا ثبوت دے چکا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہاں عناب حیدر تمہاری اذیت کی وجہ اگر سید غزوان عالم بھی ہوا تو اسے بھی مٹنا ہو گا، ختم ہونا ہو گا۔۔ یہ اجازت تو سید غزوان عالم کو بھی نہیں۔" اس کے چہرے کو تکتے، اس کے ، سوال کا جواب دیتا وہ اپنی جگہ پر پیچھے ہوا۔ مقابل کھڑی لڑکی کو سانس لینے میں دشواری ہوئی آج کیا انکشافات کر رہا تھا وہ۔

کب کہاں ایسا موقع دیا تھا اس نے اسے۔

اٹھو! چلو تمہیں گھر چھوڑ آؤں۔۔" وہ اب اور اسے نا نہیں کر سکتا تھا اور نا ہی اس فرعون کو" سکون پہنچا سکتا تھا۔ اس لیے مزید بحث کرنے کا موقع دیے بنا بولا۔

شکریہ، میری فیملی کو نقصان پہنچانے کے بعد کسی اور چیز کی کرٹسی دیکھانے کی ضرورت" نہیں۔۔ خود چلی جاؤں گی اور یاد رکھیے گا یہ نقصان تو میں پورا کر لوں گی پر ایک دن آپ میری جگہ ہو گے۔۔" وہ اس کی باتوں کے طلسم کو زائل ابھی تک نہیں کر سکی تھی، لیکن اس پر یہ ہی ظاہر کرتی ایک گہری سانس لیتے، اس کے اثر کو زائل کرنے کی کوشش میں کاٹ دار لہجے میں اس سے کہتے، اپنا بیگ اٹھایا اور باہر کی طرف قدم بڑھاتی تیزی سے پارکنگ میں آتے گاڑی میں بیٹھ کر تیز تیز سانس لینے لگی۔ جیسے اندر اسے شدید آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہووو! عناب حیدر!! کاش میری بھی اذیت کا اندازہ لگا سکتی تم! تمہارے لیے بھی تم سے لڑنا پڑھ رہا ہے۔۔۔ آگے کے مراحل کیسے تہ ہونگے۔۔ محترمہ" کہتے کرسی پر گرا۔

عجیب پاگل آدمی تھا ایک پل میں نام لے کر مخاطب کرتا تو کبھی محترمہ کہتا۔ الگ ہی منطق تھی، اس کی۔

"میرا بیٹا؟؟" وہ رکی تھیں۔ لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے، جیسے مقابل نے کوئی کھو کھلی بات کی ہو۔

"میرا بیٹا خود اس کے آگے سر تسلیمِ خم کیے کھڑا ہے حمیرا، اس کے نزدیک دنیا میں عکس حیدر شاہ سے زیادہ صحیح کوئی نہیں۔۔ اس کے کہے ایک ایک لفظ پر آنکھیں بند کیے ایمان لاتا ہے وہ۔۔ اور تم کہتی ہو کہ اس کے ساتھ کیا کیا، وہ یاد کروں۔۔!!" مضبوط، یقین سے لبریز لہجہ، لبوں پر پُر اعتماد تبسم اور آنکھوں میں غیر متزلزل یقین کی چمک نمایاں تھی۔

"آپ کچھ بھی کہہ لیں لیکن آپ اس حقیقت سے منہ نہیں چرا سکتیں کہ وہ بد قسمتی اپنے ماتھے پر لکھوا کر پیدا ہوئی ہے۔۔ جس کی نحوست ہمارا گھر برباد کر گئی، ہمارے گھر کا سکون غارت کر رہی ہے۔۔" شکستہ لہجے میں کہتی وہ سخت دل ہوئیں۔

”میں ـــــ اور ان سب کو بھی جو اس کے قریب ہیں ـــــ وہ آپ کے بیٹے کو بھی کھا جائے گی

نے بھی اسے معصوم پری سمجھ کر محبت سے آغوش میں لیا تھا لیکن جس دن اپنا بھائی کھویا اس

دن یقین آگیا کہ ثانیہ بھابھی صحیح کہتی ہیں۔۔ وہ منحوس ہے بھابھی، وہ بد قسمت ہے۔۔“

کہتے وہ رکی نہیں تھیں، اٹھ کر اپنے پورشن کی طرف بڑھ گئیں۔ جاتے جاتے اپنے پیچھے فضا

میں آسودگی گھول گئیں تھیں۔

آج اپنے ہی بولے جملے جب حمیرا شاہ کے منہ سے سنے تھے تو روح کانپ اٹھی تھی، جسم

جیسے جلتے انگاروں پر محسوس ہوا تھا انھیں۔ اپنے خون سے سینچا تھا جس وجود کو جوان کا حصّہ

تھی اس کے بارے میں یہ جملے پہلی بار ان کے دل پر ضرب لگا گئے تھے۔ بنا کچھ بولے وہ اٹھی

اور خاموشی سے اپنے کمرے کی سمت رخ کر گئیں۔

رخسانہ نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا تھا۔ یہ ماں تھیں اس کی جس کے لیے حمیرا کیا کچھ

نہیں کہہ گئیں تھیں اور ان کے ماتھے پر ایک بل نہیں پڑا تھا۔

”بھابھی! یہ واقعی عکس کی ماں ہیں؟؟ بھابھی حمیرا کے الفاظ میرا دل نوچ گئے تو ثانیہ بھابھی

کو کیسے کچھ محسوس نہیں ہوا۔۔ کیسے کوئی ماں اپنی اولاد کے لیے یہ سب سن سکتی ہے۔۔“

رخسانہ شاہ ششدر سی کبھی مریم شاہ کو دیکھتی تو کبھی زینب بیگم کو۔

ناولز کلب Clubb of Quality Content!

بھابھی!! یہ پاگل ہو چکی ہے، بھائی کے بعد سے کچھ بھی کہتی ہے۔۔ آپ نہ سوچیں اس" کے بارے میں۔۔" مریم شاہ زینب بیگم کا ہاتھ تھامتے بولیں۔

نہیں! مریم، میں تو یہ سوچ رہی ہوں کہ آخر کب تک میری بچی یہ سب برداشت کرے" گی۔۔ کب تک یہ الفاظ اس کا مقدر بنے رہے گے۔۔"

ہر انسان کو اللہ نے خلق کیا ہے، وہ رب العزت کیسے کسی کو بد قسمت بنا سکتا ہے، کیسے" منحوس بنا سکتا ہے، ہم کیوں بھول جاتے ہیں کہ جب ہم کسی کے لیے یہ سب لفظ استعمال کرتے ہیں تو ہم اس پاک ذات پر سوال اٹھاتے ہیں۔۔ دنیا میں لاکھوں لوگ مرتے اور پیدا ہوتے ہیں، تو کیا ہر پیدا ہونے والا منحوس ہوتا ہے؟ یہ تو اللہ کا نظام ہے، اسے پتہ ہے کہ کب کیا ٹھیک ہے، یہ سب اس کے راز ہیں، ہم کسی پر بد قسمت، منحوس، بد نصیب ہونے کا ٹیگ لگانے والے کون ہوتے ہیں؟؟ ہم کس طرح ربِ کائنات کی بنائی مخلوق کو نقص کرار دے سکتے ہیں، کیسے؟؟؟" رخسانہ دھیمے لہجے میں کہتی سر جھٹک گئیں۔

کب ہم اس جہالت سے باہر نکلے گے؟ کیوں نہیں سوچتے ہم کہ، کسی بیٹی کو یہ احساس دلا کر" کہ اس کی وجہ سے اس کا باپ مر گیا، اس کی نہوست خوشیاں کھا جاتی ہے۔۔ ہم کھڑے کھڑے کائنات کے اصولوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے خود فرعون بن کر اپنی آخرت تباہ کر لیتے

ہیں۔یہ فیصلہ کرنے والے ہم کون ہوتے ہیں، غیب کا علم تو صرف اس پاک ذات کے پاس ہے، ہم لوگوں کی قسمت پر فیصلہ کرتے،ان پر منحوس ہونے کا فتویٰ لگاتے خود شرک کی راہ پر گامزن ہوتے اپنے آپ کو اندھیری کھائی میں دھکیل جاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ اس کی وجہ سے یہ تو اس کی وجہ سے وہ۔۔۔ کبھی کسی کی آزمائش کو جج کرنے لگتے ہیں تو کبھی کسی کی ،خوشیوں کو اس کے پارسا ہونے کی نشانی سمجھ لیتے ہیں۔۔" زینب بیگم نے تاسف سے کہتے پیشانی مسلی۔

خدا نے کئی مقامات پر یہ بات واضح کی ہے کہ غیب کا علم صرف اس کے پاس ہے، کوئی کسی کے نصیب، کسی کی قسمت کا فیصلہ نہیں کر سکتا نا یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ آیا انسان کی مصیبتیں ـــــاس کی سزا ہیں یا امتحان یا اس کی خوشیاں اس کی جزا ہے یا ڈھیل۔۔۔خدا دے کر بھی آزماتا ہے اور لے کر بھی۔

کبھی اپنے پسندیدہ بندے کو اس کی لاکھ عبادتوں اور اچھائیوں کے بعد بھی رب العزت اسے کسی سخت مشکل سے آزماتا ہے کہ وہ اس شخص کے اپنے اوپر ایمان کی حد دیکھنا چاہتا ہے، اس کی اپنے آپ سے محبت دیکھنا چاہتا ہے۔۔اور اس سے بڑھ کر ہمارے لیے باعثِ فخر ،اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس رب نے ہمیں اس قابل سمجھا کہ اس نے ہم میں اپنی محبت کو دیکھا اور

پر کھنا چاہا، لوگ محبت کے اس انداز کو انسان کا عذاب، انسان کی بد قسمتی، انسان کی سزا بنا دیتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ جس طرح اس دنیا میں ہر کوئی اس قابل نہیں ہوتا کہ ہر امتحان میں بیٹھ سکے، ہر امتحان کی کچھ requirements ہوتی ہیں، اسی طرح جب وہ ذات امتحان لیتی ہے تو امتحان انسان کی کسی قابلیت کو دیکھتے ہوئے اس کے حصّے میں آتے ہیں، کسی کے حصّے میں مشکل ترین بھی آتے ہیں، لیکن یہ تو اس کی قابلیت کے بنا پر ہے۔۔۔ ہر امتحان بھی ہر کسی کے حصّے میں نہیں آتا۔۔۔

سورہ بقرہ آیت 286: "اللہ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔" اس آیت میں خدا نے خود انسان کی استطاعت کے مطابق آزمائش کی ضمانت دی ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ جن کے حصّے میں آتے ہیں انہیں سجدہ شکر میں سجدہ ریز ہو جانا چاہیے کہ پروردگارِ عالم نے اس پر غور کیا اس کے اندر کچھ دیکھا جو اسے اس امتحان میں بٹھایا ہے، ہاں مگر اب یہ اس شخص پر مبنی ہے کہ وہ اس امتحان میں سرخرو ہوتا ہے یا فیل۔۔۔ جو لوگ انہیں سزا، عذاب کہہ رہے ہوتے ہیں انہیں تو ان پر رشک کرنا چاہیے کہ، خدا نے انھیں اپنے امتحان کے لیے منتخب کیا ہے۔ کبھی اللہ آزما کر موقع بھی دے رہا ہوتا ہے۔ اور بالکل اسی طرح اگر کسی کو صرف خوشیاں ہی خوشیاں نصیب ہو رہی ہیں تو بے شک وہ اس پر خدا کی

requirements پر رحمت ہے لیکن کبھی کبھی خدا ڈھیل دے رہا ہوتا ہے، جو اس کی پورا نہیں اترتا کہ وہ اس کا یہ والا امتحان لے، خدا اسے نعمتوں سے نوازتا چلا جاتا ہے، خدا سورہ الانعام میں واضح الفاظ میں بتا رہے ہیں، کہ انسان کو نعمتیں دے کر بھی آزمایا جاتا ہے تو گویا وہ اپنی نعمتوں پر شکر کرے نہ کہ غرور اور تکبر کا شکار ہو جائے۔اور بعض جگہ خدا ڈھیل دیتا ہے، تو بے انتہا نعمتوں میں گھر کر اترانا یا گھمنڈ کا شکار ہو کر یہ کہنا کہ جو آزمائش سے گزر رہا ہے تو وہ اس کے اعمال کی سزا ہے یا اس کی بد قسمتی ہے وہ انسان بے شک کسی اندھیر کھائی میں ہے جہاں اسے حق اور باطل نظر آنا بند ہو چکا ہے۔اسی طرح پرودگار نے بارہاں کہا ہے کہ غیب کا علم صرف اس کی ذات کے پاس محفوظ ہے۔۔

"اور غیب کی چابیاں اسی کے پاس ہیں، جسے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

سورۃ الانعام [6:59]—

اس آیت میں پرودگار واضح الفاظ میں بتا رہے ہیں کہ غیب کا علم سوائے اس رب کے کسی کے پاس نہیں تو کس بنا پر ہم کسی کو بد قسمت کہہ دیتے ہیں ؟ کسی کے ماتھے پر بد نصیب، منحوس لکھ سکتے ہیں ؟؟ کتنی آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ اس کے قدم منحوس ہیں، اس کے آنے سے یہ ہوا تو اس کے آنے سے وہ۔۔ کیا یہ سب کر کے، کہہ کے ہم خدا کے آگے کھڑے

نہیں ہو رہے ؟ کیا یہ گناہ کے زمرے میں نہیں آتا؟؟ پروردگار زندہ کرنے اور روح قبض کرنے پر قادر ہے یہ اس کا فیصلہ ہوتا ہے، پھر ہم اس کے فیصلے کسی اور کے ماتھے پر لکھ کے اس کے فیصلوں میں دخل اندازی کر کے اپنے آپ کو گناہ گار کیوں نہیں سمجھتے ؟؟ ہم صرف اپنے مفادات کی حد تک سوچتے ہیں۔ ہم کیوں اللہ کے فیصلوں کو کسی اور کے ساتھ مشروط کر دیتے ہیں۔

ہمیں عادت ہو چکی ہے دوسروں پر اپنی تکلیفوں کا پنڈورا ڈال دینے کی۔ ہم اپنے ہر زخم کی" وجہ تلاشنا چاہتے ہیں اور حد تو یہ ہے کہ وہ وجہ ہم زندہ انسان میں تلاشنے کی تگ و دو میں لگے "اس سے جینے کا حق چھین لیتے ہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

—

ہاہاہا!!! میں نے کہا تھا اسے آپی، پر یہ سنتی کب ہے!!" کسی بات پر کھلکھلاتے داریہ نے" عینا کو دیکھتے عکس سے کہا۔

"!!! نہیں آپی!! توبہ جھوٹ نہیں بولو داری"

واٹ!! داریییی!!!" مزاحیہ انداز میں اس کی نقل اتارتی وہ اس سے اب دور ہو چکی تھی۔"

جانتی تھی کہ عینا کے ہاتھ کم قابو میں رہتے تھے۔

تمہیں تو میں چھوڑوں گی نہیں۔۔"عینا کو اپنی طرف آتے دیکھ داریہ اٹھتی بھاگی۔"

دونوں نے عکس کے کمرے کو جنگ کا میدان بنایا ہوا تھا، نین اور عکس کبھی انہیں دیکھ رہی تھیں تو کبھی ان کی پلیٹس میں نکلے کھانے کو جو دو تین کھا کر ٹھنڈا ہونے کو چھوڑ وہ دونوں لڑنے میں مصروف تھیں۔ تکیہ، پین کشن سب ہوا میں اڑتے زمین کو سلامی پیش کر رہے تھے۔

اسی اثناء میں ایک کشن کمرے میں داخل ہوتے وجود کے منہ پر جا کر لگا تھا۔ کشن کو دونوں ہاتھوں سے پکڑے اندر آنے والے وجود نے قہر برساتی نگاہوں سے داریہ کی سمت دیکھا۔

سامنے کھڑی لڑکی کا قہر برساتا چہرہ دیکھ، داریہ منہ بناتی عینا کے پیچھے ہوئی۔ عینا نے اسے دیکھتے آنکھیں بند کرتے کھولیں۔

یہ کہاں سے آ گئیں یہاں!!!" حلق تر کرتے بے آواز اس کے لب ہلے۔"

یونیورسٹی سے آ کر وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی جب عکس کے کمرے سے آتے شور نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔

، کیا مصیبت پڑ گئی ہے جو اس طرح چیخ چلا رہے ہیں۔۔ آرام بھی نہیں کرنے دے گے"

دیکھوں زرا۔۔!" کہتے قدم اس کے کمرے کی سمت موڑے۔

"آاا!!!جاہل! اندھی ہو گیا؟؟"اندر آنے پر نرم سلک کے کشن نے اسکے چہرے پر پڑتے

اس کا استقبال کیا تھا، تن فن کرتی وہ داریہ کی طرف قدم بڑھاتی تحقیر آمیز انداز میں بولتی

کشن اس پر اچھال گئی جسے بیچ میں کھڑی عینا نے کیچ کرتے اسے بچا لیا تھا۔

"وہ سمایا آپی وہ وہ۔۔"

"کیا وہ وہ لگا رکھا ہے؟؟" مقابل کی بد اخلاقی سے کون واقف نہیں تھا، لمحے میں لتھاڑ کر رکھ

دینے کا فن وہ بخوبی جانتی تھی۔اسی ڈر سے عینا کے لفظ ٹوٹے تھے۔

عکس اپنی کنپٹی دباتی، بستر سے اٹھی۔

"سمایا!۔۔"زردی مائل چہرہ، آواز میں گھلی تھکان۔سمایا نے ایک نظر اس پر ڈالی۔

"!یہ میرے سامنے مرنے والی شکل کیوں بنالی؟؟ابھی تو بڑے قہقہے لگ رہے تھے۔۔"

اس کی حالت پر طنز کرتی،ایک ادا سے چلتے اس کی طرف قدم بڑھا گئی۔

چست جینس اور اس پر گھٹنوں سے کافی اوپر آتا گہرا پیلا ٹاپ پہنا ہوا تھا۔عکس نے اسے دیکھتے

بے بسی سے اپنے لب بھینچے۔

"آپی نہیں۔۔ہمم۔۔۔"نین نے بتانا چاہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

شٹ اپ!! نین!! تم سے بات نہیں کی ہے۔۔" عکس کی حمایت میں بولتی نین کو وہ "انتہائی بدتمیزی سے چپ کرا گئی تھی۔

نین!!" نین کو پھر بولنے کے لیے لب کھولتے دیکھ عکس نے اس کا نام لیتے بولنے سے باز "رکھا۔

ہاہاہا!! لو چپ ہو گئی۔۔ ویسے صحیح ہے تم لوگوں کا بھی ان کی غلامی کرتے تھکتے نہیں "ہو۔۔" نین کو آنکھیں زور سے بھینچتے، لب کچکچاتے دیکھ، اس نے ایک اور پتنگہ چھوڑا تھا اسے بولنے پر اکسانے کے لیے۔

اسے عکس کے لیے اس کی فرمابرداری کسی طور پسند نہیں آئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

سمایا! اسے تنگ نہیں کرو، مجھ سے بات کرو جو کرنی ہے۔۔" عکس نے کہتے اسے اپنی سمت "متوجہ کیا۔

آپ سے بات کروں؟؟ آپ کی طرف تو دیکھنے تک کا دل نہیں چاہتا، بات کرنا تو دور کی "بات ہے۔۔" حقارت سے اسے دیکھتی بولی۔

"ہمم! جانتی ہوں۔"

ویسے دوسروں کو تو جان سے مار دیتی ہیں، خود کیوں بچ گئیں؟؟ اپنی نحوست کا سایہ زرا "

اپنے اوپر بھی ڈال لیں کچھ۔۔تاکہ ہماری زندگی میں بھی سکون آئے۔۔قسم سے دن رات یہ احساس سکون غارت کرنے کے لیے کافی ہے کہ آپ زندہ ہیں ٹھیک ہیں۔۔اتنی خوشی ہوئی تھی جب سنا تھا کہ نہیں مل رہیں ـــــ دل سے دعا کی تھی کہ کبھی نہ ملیں۔۔مر جائیں۔۔!!!" حقارت سے کہتے وہ اپنے لفظوں کے ذریعے اسے زہر پلا رہی تھی۔

سمایا!!!اپنی حد میں رہو!!"اس سے زیادہ نین کے لیے برداشت کرنا اب ممکن نہیں تھا۔"

عکس کی نظریں بہن پر ہی محو تھیں۔

،چبھتا لہجہ، چبھتے الفاظ، چبھتی آنکھیں تیری

،میرے دل پر ضرب لگاتے وار ہیں کاری

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

صبح ہوئے تماشے کے بعد وہ آفس جانا کینسل کر چکی تھی،اس نے فون پر سارا کام دیبہ کو سمجھا دیا تھا۔

اور سب کے جانے کے بعد سے اپنے کمرے میں بند پڑی تھی، فاطمہ میر کتنی ہی بار آکر دروازہ ناک کر چکی تھیں پر مجال ہے جو اس نے سانس تک لی ہو۔

بالوں کا رف سا جوڑا بناتی منہ ہاتھ دھو کر کچن میں جانے کے لیے دروازہ کھولا۔

"کچھ کھاؤ گی؟ بنادوں؟"

امریکن طرز کے بنے خوبصورت کچن کے کاؤنٹر کے وسط میں کھڑے ہوتے، اس نے ایک نظر فاطمہ بیگم پر ڈالی تھی جو اسے دیکھتے فوراً بولیں۔

"نہیں!! آپ اتنا تکلف نہ کریں، آپ صرف اپنے دیور کی فکر کریں۔ میں اپنے لیے کافی ہوں۔۔" وہ بھی اپنی طرز کی ایک ہی تھی۔ خفا خفا سی بولی۔ صبح ہوئے اتنے تماشے کے بعد فاطمہ بیگم کا اسے سمجھانا بلکل پسند نہیں آیا تھا۔

"مہراب!! میرا وہ مطلب نہیں تھا، میں صرف تمہاری بھلائی کے لیے سمجھا رہی ہوں میری جان!! تم اسے تکلیف پہنچانے میں خود اپنے حصّے میں بھی تکلیفیں لکھ رہی ہو۔۔" فاطمہ بیگم نے گھوم کر آتے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا تھا۔

"پلیز آپی! آپ مجھے ایسا کچھ نہ سمجھائیں جس میں آپ کے دیور کی زرا سی بھی بھلائی ہو۔۔ کیونکہ اس شخص کو تکلیف پہنچانے کے لیے اگر مجھے اپنے آپ کو تباہ بھی کرنا پڑا نا! تو میں کروں گی۔۔!!" اس کے چہرے پر پھیلی نفرت فاطمہ بیگم کو خوف میں مبتلا کر گئے تھے۔

"مہراب!! معاف کرنا ایک مشکل امر ضرور ہے لیکن معاف کرنے میں جو سکون ہے وہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بدلے میں نہیں۔ بدلہ انسان کے اندر جلتی آگ پر کبھی پھوار نہیں برساتا مگر، معاف کردینے سے خود اپنے اندر جلتی آگ گلزار نہ بھی بنے پر اس کی تپش کم ضرور جاتی ہے۔" فاطمہ بیگم نے اسے سمجھانے کی ایک اور کوشش کی۔

"میں اس شخص کو خاکستر کرنے کے لیے خود کو بھی راکھ کر سکتی ہوں۔۔ لیکن اس شخص کو معاف کبھی نہیں!!" مہراب بھی اپنی بات پر ڈٹی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے کی سختی بڑھتی چلی گئی تھی۔

"غور سے دیکھو، ہو چکا ہوں خاکستر۔۔! اب بتاؤ اور کیا چاہتی ہو؟؟" ٹوٹے دلگداز لہجے میں کہتے اس کے چہرے پر کسک زدہ مسکراہٹ نے ایک جھلک دکھاتے اس کے ضبط کی انتہا واضح کرتے ہر سمت چبھتا ہوا سکوت طاری کر دیا تھا۔

اپنی ضروری فائل لینے وہ گھر آیا تھا جب اس کے کہے جملے اس کی سماعت کا حصّہ بنتے صبح کی اذیت کو کئی گناہ بڑھا گئے تھے۔ پہلے ہی اس کے مطالبے پر اس کی دماغ کی شریانیں پھٹنے کو تھیں اور اب اپنے قرارِ من کے لبوں سے نکلے یہ زہر خند الفاظ اسے تیز آری سے اپنے دل کے ٹکڑے کرتے محسوس ہوئے۔

ہاتھوں کی مٹھیاں بناتی وہ پیچھے گھومی جہاں وہ جانے کب سے اس سے کچھ قدم کے فاصلے پر

آکر کھڑا ہوا تھا۔

کہنی تک فولڈ کی گئی آستینیں، سلیقے سے سیٹ کیے بال جو کچھ ماتھے پر بکھرتے آج اسے اپنے آپ سے بے پرواہ ظاہر کر رہے تھے۔ بھوری آنکھوں کی سرخی جو جمے ہوئے خون جیسی تھی، نہ جانے کیوں پر مہراب کو اس کی یہ حالت خوشی نہیں دے پائی تھی، وہ چاہ کر بھی خوش نہ ہو سکی۔

بتاؤ کس نہج تک اپنا اور میرا نقصان چاہتی ہو۔۔؟؟" بنا بات کو طول دیتے وہ موقف پر آیا" تھا، وہ جو چاہتی تھی اس پر آیا تھا۔

میرے نفع و نقصان کی بات کرتے___آپ اچھے نہیں لگتے اکثم میر!!" بے رحمی سے" کہتی وہ اس کا نام لیتی اس کی سانسیں تھما گئی۔

تمہیں میں اچھا لگتا ہی کب ہوں۔۔!! مہراب میر!!" تلخ انداز میں کہتا وہ اپنا سر جھٹک" گیا۔

پچھلے سات سالوں میں یہ پہلی بار تھا جب وہ اس کے نام کے ساتھ اپنا نام جوڑ گیا تھا۔ یہ اس نے نادانستگی میں نہیں کیا تھا، سوچ سمجھ کر کیا تھا، اور جو وہ چاہتا تھا اس میں کامیاب ہوا تھا، وہ اپنے اس ایک لفظ سے اسے بہت کچھ سمجھا گیا تھا۔

Clubb of Quality Content!

مہراب شمس!! صرف مہراب شمس! تصیح کرلیں۔۔"طنزیہ نگاہیں اس کی جانب اٹھاتے" کاٹ دار لہجے میں بولی۔

غلطیوں کی درستگی ہوتی ہے، حقائق کی نہیں۔۔ایک بات یاد رکھنا، میری زندگی میں تو اس" نام سے آزادی نہیں مل سکتی تمہیں۔۔" دوٹوک انداز میں کہتے اپنے اندر ابلتے اضطراب کو کم کرنے کی کوشش کی۔

کورٹ سے خلا لینا میرے لیے زرا مشکل نہیں اور یہ بات آپ بہت اچھے سے جانتے" ہیں۔۔تب بھی اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں یہ راستہ اپناوں تو ٹھیک ہے۔۔" تلخ نوائی سے کہتی مدھم آواز میں کہتے کچھ قدم اس کی سمت بڑھا گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تمہیں میری چاہت کی فکر ہے؟؟" جذبات سے لبریز آنکھیں اس پر مرکوز کیے بولا۔"

آپ کو تھی؟؟" سوال کے بدلے سوال کیا گیا۔ تمسخر اڑاتا انداز۔"

"ہمیشہ سے۔۔"

ایک اور جھوٹ!!" ہیجانی انداز میں کچھ قدم اس کی طرف لیتی وہ آواز اونچی کر گئی۔"

خیر! اب کورٹ کے نوٹس کے لیے تیار رہیے گا۔۔" سنگ دلی سے کہتے، قدم واپس لیے۔"

"مت کروا ایسا!! کچھ سوچو، کوئی تدبیر کرو کچھ تو ہوگا جس سے میری یہ سزا رک سکے۔۔"

دشمن جس کی نگاہوں سے خوفزدہ رہتا تھا، اس لڑکی نے اس کی نگاہوں کو روند ڈالا تھا۔اور افسوس کہ یہ بات وہ ستم گر بہت اچھے سے جانتی تھی۔

”کچھ سزائیں ہمارے حصّے میں لکھ دی گئی ہوتی ہیں، کسی کے لیے نہیں رکتیں۔۔وہ صرف سانسیں روکنے کی اہلیت رکھتی ہیں۔۔“ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہتے اب وہ قدم واپسی کے لیے موڑ گئی۔

”مہراب می!!“اسے روکنا چاہا۔ سمجھانا چاہا۔

”مہراب شمس!!“اسے ٹوکتی شہادت کی انگلی اس پر اٹھاتی، زہر خند لہجے میں بولی تھی۔

آنکھوں میں حد درجہ نفرت ہلکورے لیتی اکشم کو مٹھی بھینچ کر ضبط کرنے پر مجبور کر گئی۔

اکشم!!“فاطمہ بیگم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔”

”بھابھی!یہ مجھے مار دے گی۔۔میری زندگی میں اس کی موجودگی میری سانسوں کی ضمانت ہے اور اس کا دور جانا میری موت ہے۔۔یہ کیوں نہیں سمجھ رہی ہے بھابھی۔۔!“کہتے وہ اپنا چہرہ پھیرتا، آنکھیں مسل گیا۔

”اکشم!“ان کے چہرے پر بھی تکلیف کچھ کم نمایاں نہیں تھی۔

”بھابھی!!یہ عورت میرے حق میں بہت بے رحم واقع ہوئی ہے۔۔“دونوں ہاتھوں کو

چہرے پر پھیرتے وہ انہیں کہیں سے بھی کچھ سال پہلے والا اکثم میر نہیں لگا تھا۔

،رات کی سیاہی سے میں آشنا سا ہوں

،پر یہ چاند مجھ سے سے کچھ خفا سا ہے

اوہ ہو!! تمہیں بھی غصّہ آتا ہے؟؟“ استہزایہ انداز میں کہتے آنکھیں چھوٹی کرتے ہنستے” ہوئے مزاق اڑایا۔

نین! میں نے چپ رہنے کا کہا ہے۔۔اور نہیں رہا جا رہا تو یہاں سے چلی جاؤ۔۔“ نین” ششدر سی اسے دیکھتی رہ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عینا نے اس کی طرف آتے اسکا ہاتھ پکڑتے باہر جانا چاہا، لیکن اس نے ایک قدم نہیں بڑھایا تھا۔

ہاتھ چھوڑو میرا! کہیں نہیں جا رہی میں۔۔“ تیز گھوری سے نوازتے اپنا ہاتھ چھڑایا۔”

عینا اسکا ہاتھ چھوڑتی قریب ہی کھڑی ہو گئی۔

بچاری!!! خیر! تو میں کہاں تھی؟؟ ہاں یار بتائیں نہ آپ کی نہوست آپ کو کیوں لے” نہیں ڈوبتی؟؟“ آئی بروا چکا کر کہتی وہ اس سے اپنی نفرت ظاہر کر رہی تھی۔

"ڈوب جاؤں گی۔۔ تم دعا کرتی رہو، اللہ تمہاری دعائیں جلد قبول کرے گا۔۔"

"! کرتی ہوں، بہت کرتی ہوں۔۔ قبول نہیں ہوتی۔۔"

! کبھی کبھی وقت لگتا ہے پر دعائیں قبول ضرور ہوتی ہیں، بس طریقے مختلف ہوتے ہیں۔۔"

محبت سے گندھا لہجہ۔"

مجھے ایک ہی طریقہ چاہیے، آپ کی موت کی صورت بس۔۔ اور کچھ نہیں۔۔" سنگدل"

ماں کی بیٹی تھی وہ۔ کہاں کسر چھوڑتی۔

نماز پڑھتی ہو؟" اطمینان سے بولی۔"

"آپ کو کیوں بتاؤں؟؟"

تمہارے ہی مسئلے کا حل تلاش کر رہی ہو، نہیں بتاؤ۔" اس نے بھی کندھے اچکا دیے۔"

کبھی کبھی!" ناچاہتے ہوئے بھی بتا گئی۔"

نماز کی پابندی کرو، دعاؤں کی قبولیت کے در کھلتے چلے جائے گے۔" اس کا سکون سے کہا گیا"

جملہ نین کے پورے جسم میں لرزش پیدا کر گیا تھا۔

اور اگر تب بھی نہ ہوئی پھر؟" مقابل کا چہرہ جس قدر روشن اور معصوم تھا دل اتنا ہی سیاہی"

مائل، نفرت سے بھرا ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فرض نمازوں کی پابندی تمہیں خود تہجد تک لے کر جائے گی اور نمازِ شب میں مانگی دعائیں کبھی رد نہیں ہوتی۔" اطمینان سے وہ اسے نماز کی ترغیب دیتی تہجد تک لے آئی تھی، یہ جانتے ہوئے کہ اسے صرف اس کے مرنے کی دعا کرنی تھی اور کچھ نہیں۔ وہ صرف اس کی موت چاہتی تھی۔

اس کی باتیں سنتے نین نے بے ساختہ لبوں پر زبان پھیری۔ عینا نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا۔ داریہ نے بھی عینا کے کندھے پر اپنے ہاتھ کا وزن بڑھایا تھا۔

عکس حیدر شاہ کو کہاں فرق پڑتا تھا، فرق پڑتا تھا تو صرف اس بات سے کہ یہ اس کی بہن کی چاہت تھی۔ اور اگر اسکی بہن یہ چاہتی تھی تو یہ ہونا چاہیے تھا۔ لیکن اس فیصلے کا اختیار صرف اس خدائے برتر کے پاس تھا، لہذا سمایا کا اس کے لیے اس کے حضور سجدہ ریز ہونا لازم تھا۔

نین، عینا اور داریہ دم بخود، اسے دیکھ رہی تھیں۔ تینوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں گال پر بکھرتی چلی جا رہی تھیں۔

"چلیں پھر دیکھتے ہیں، آج سے اسی لمحے سے سمایا ذیشان شاہ نماز کی پابندی کرے گی۔۔" لیکن صرف میرے لیے نہیں، مکمل دل سے اس کے آگے سجدہ ریز ہونا اور پھر دعا کرنا۔ اور دیکھنا کہ کیسے تمہاری دعاؤں میں اثر آتا ہے۔" مسکرا کر کہتی، وہ واپس بستر پر جا کر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بیٹھی۔ دل بہت چاہا تھا کہ ایک بار اسے گلے لگائے، چہرے پر ہاتھ رکھے لیکن وہ اس کی نفرت سے واقف تھی۔ لہذا خاموشی سے بیڈ کی سمت بڑھ گئی۔

''ہنہہ!! تم لوگ کیا وہاں بت بنے کھڑے ہو، کر لو جتنا انجوائے کرنا ہے، اپنی عکس آپی کے ساتھ بہت جلد منوں مٹی تلے سوئی ہو گی۔۔'' کہتے بلند قہقہہ لگاتی وہ کمرے سے باہر آئی۔

تینوں نے اس کے جانے پر شکر ادا کیا تھا اور عکس کو دیکھا۔

اس وقت کمرے میں موجود کسی وجود میں کچھ کہنے سننے کی ہمت باقی نہیں رہی تھی۔ کچھ لمحے گزرنے کے بعد نین نے اپنی سرخ ہوتی آنکھیں پونچھیں۔

''آپ جانتی ہیں نا! میں بھی نمازِ شب کی پابند ہوں، دیکھتے ہیں کس کی دعائیں قبولیت تک پہنچتی ہیں۔'' اس سے کہتے اپنی روئی روئی آنکھیں بے دردی سے مسلتے کمرے سے باہر نکل گئی۔

اس کی بات پر پھیکی سی ہنسی نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔ عینا اور داری کو اپنی طرف بلاتی انہیں اپنے حصار میں لیتی سر بیڈ کراؤن سے لگا گئی۔

رات کی سیاہی ہر طرف پھیلتی ایک پُر سکون خاموشی پھیلا رہی تھی۔۔ ہر طرف خاموشی اور

Clubb of Quality Content!

ٹھٹھرتی ہوائیں چلتی موسم سرما کا مزہ دو بالا کرتی کہیں راحت تو کہیں کسی کی پریشانی کی وجہ بن رہی تھی۔ کہیں لوگ اس موسم سے لطف اندوز ہوتے اپنے گھروں میں اپنے ہاتھ سیکھتے سرگوشیوں میں مصروف تھے تو کہیں کوئی دور اس سناٹے میں ٹھنڈی سڑک کے کنارے سردی سے کپکپاتے وجود کو لیے ٹھٹھرنے پر مجبور تھا۔

یہ منظر بتا رہا تھا کہ رات سب کے لیے ایک جیسی نہیں ہوتی۔ کہیں راحت تو کہیں مشکلات دونوں اپنا چہرہ دیکھا رہے تھے۔

"کب جاؤ گے ہمیں لے کر؟؟" وہ بس سونے کے لیے لیٹنے والا تھا جب دادو اندر آئیں۔

"کہاں؟" انہیں بٹھاتے بولا۔

"غزوان!!!" دادو نے آنکھیں دکھائیں۔

"کہاں دادو؟؟" وہ بہت تھکا ہوا تھا، اسے سمجھ نہ آیا کہ کہاں جانے کی بات کر رہی ہیں۔

"میری جان!! میری نواسیوں کے گھر کب لے کر جاؤ گے۔۔؟" بلآخر وہ بول اٹھیں۔

"اوہ!! سوری دادو! بس آج بہت کام تھا، انشاءاللہ دو تین دن میں چلے گے۔۔" کہتا ان کا ہاتھ تھام گیا۔

"ان بوڑھی آنکھوں کو بند ہونے سے پہلے ان سے ملا دو میری جان!!"

"کیا دادو!! ایسی باتیں نہیں کریں۔۔ ویسے ایک بات بتادوں، اتنا کوئی آپکی نواسی آسان مرحلہ ثابت نہیں ہونے والی ہے۔۔ بہت مشکل عورت ہے۔۔ تیار رکھیے گا اپنے آپ کو۔"

رازدارانہ انداز میں کہتا وہ آنکھیں چھوٹی کرتے بولا، جیسے کسی بڑے راز کی بات بتا رہا تھا۔

"ابھی سے جلنے لگے ہو میری نواسی سے۔۔؟؟" مسکرا کر بولتی وہ اس نے گال پر ہاتھ رکھ گئیں۔

"نہیں دادو! لیکن وہ مجھ سے ضرور چڑتی ہے۔" کہتے اٹھا۔ دراز سے تیل اٹھا کر ان کے پاس لاتا ان کے سامنے نیچے بیٹھا۔

"جانتے ہو تم دونوں ایک دوسرے کو؟؟"

"پتہ نہیں! یہ تو وہ ہی بتائے گی۔۔" سر پر ہاتھ پھیرتے بولا۔

"آپ فی الحال میرے تیل لگائیں۔۔ پھر نواسی آجائے گی تب تو بھول ہی جائیں گی۔۔!" کہتا ان کے ہاتھ میں تیل کی بوتل تھما گیا۔

"پاگل لڑکا!!!" کہتے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

صبح کی سفیدی پھیلتی رات کی سیاہی کو مٹاتی ہر طرف بکھرتی ایک نئے دن کا آغاز کر رہی تھی۔

سورج کی نرم کرنیں سردی کی صبح میں دل کو راحت بخشتی پرسکون کررہی تھیں۔پرندوں کی چہچہاہٹ، پھولوں کی تازگی اور پتوں پر گری اوس ہاتھ لگائے بغیر بھی اپنی ٹھنڈک ہڈیوں تک پہنچتی اپنا احساس کرا گئی تھی۔

فجر کی نماز کی ادائیگی کے بعد کوئی، باغ میں چہل قدمی کے لیے نکل رہا تھا تو کہیں کوئی چھوٹے چھوٹے معصوم سے پھولوں کو اٹھاتا اسکول کے لیے تیار کر رہا تھا اور کہیں کوئی اپنے کام پر جانے کی تیاری میں مصروف نظر آرہا تھا۔

سب کی صبح بھی ایک جیسی نہیں ہوتی پر آغاز سب کا ایک جیسا ہوتا ہے۔

کیا ہوا ہے آپ کو؟؟ آپ بہت پریشان رہنے لگے ہیں؟ کوئی بات ہے، جو آپ پریشان کررہی ہے؟" رخسانہ بیگم آج موقع دیکھتے، حسسان صاحب کے برابر میں آکر بیٹھتی اپنے اندر پنپتے کئی سوالوں کو زبان دے گئیں۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔"

"مجھ سے بھی جھوٹ بولے گے؟"

"کچھ پوچھوں؟ سب سچ جواب دو گی؟؟"

"جی!! پوچھیں۔۔"

''اگر کبھی میں کچھ ناقابلِ تلافی امر کر بیٹھوں، تو کیا تم مجھے معاف کر سکو گی؟؟''

''یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟؟ کیا ہوا ہے؟''

''سوال کے بدلے سوال نہیں پوچھا جاتا رخسانہ۔۔''

''آپ مجھے ڈرا رہے ہیں۔'' ان کے چہرے پر اتنی ٹھنڈ کے باوجود پسینے کو کچھ قطرے چمکے تھے، کسی انجانے سے خوف نے انہیں آگھیرا تھا۔

''ارے ایسی کوئی بات نہیں ہے، بس یوں ہی پوچھ بیٹھا۔۔'' ان کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں کہتے دبا کے انہیں تسلی دینی چاہی۔ ان کو پریشان نہ کرنے کی غرض سے وہ مسکرا دی تھیں لیکن یہ سچ تھا کہ وہ خود انتہا کی حد تک پریشان ہو چکی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

''آپ بھی نا! ایک بات ہمیشہ یاد رکھیے گا، رخسانہ حسسان شاہ اپنی آخری سانس تک آپ کے ساتھ کھڑی رہے گی۔'' یہ بات کہتے ان کے چہرے پر جو سچائی تھی اس پر ایمان لاتے حسسان صاحب ایک پھیکی سی ہنسی ہنستے اپنا سر ہلا گئے۔

جب بھرم ٹوٹے گا تو مقابل بیٹھی، اپنے آپ پر اندھا اعتماد کرتی عورت پر کیا گزرے گی، یہ سوچ ہی انھیں جھرجھری دلا گئی تھی۔ ان کی وجہ سے جب یہ اعتماد یقین سے پُر نظریں جھکے گی تو وہ کیا کرے گے۔۔؟

ماما!!''ارحم ناک کرتا ان کے کمرے میں آیا تھا،ارحم کو دیکھ دونوں مسکرا دیے۔''

ارے آج ڈیڈ گھر پر ہیں اس وقت؟ خیریت ڈیڈ؟''ماں کو دیکھتا وہ حسان صاحب کو اس''

وقت صبح گھر میں دیکھ ان کی طرف بڑھا۔

ہاں! بیٹا جی! خیریت ہی ہے۔۔بس آج سوچا ذرا کچھ آرام کر لوں تھوڑی طبیعت بوجھل''

سی لگ رہی تھی۔''اس کے گال پر ہلکی سی چپت لگاتے ہوئے بولے۔

''کیا ہوا؟؟ڈاکٹر کے چلیں؟ یا ڈاکٹر کو گھر بلا لوں؟؟''

بہت پیار کرتا تھا وہ حسان صاحب سے، لمحے میں فکر مند ہوا۔

نہیں بیٹا جی! آئی ایم آل سیٹ اینڈ فائن۔۔ڈونٹ وری۔۔!!آپ بتاؤ؟ کیوں آئے''

تھے؟؟''اسے مسکرا کر دیکھتے وہ پہلے سے کافی اچھے نظر آرہے تھے،بیٹے کی موجودگی باپ

کے کندھوں کی آدھی تھکان اتار دیتی ہے۔

وہ بس ماما سے کچھ پیسے۔۔''کان کی کو کھجاتے آنکھیں ادھر ادھر گھماتے بولا۔''

''ہاہاہا!! کتنے پیسے چاہیے میرے بیٹے کو؟؟''

امم! نہیں بابا آپ رہنے دیں۔۔ہیں ں..''وہ جھینپ گیا۔''

کیا میں۔۔؟؟باپ سے کیسی جھجھک،سب کچھ تم ہی لوگوں کا تو ہے میری جان! یہ''

لو۔۔"اس کے کان کھینچتے آنکھیں دکھائیں۔

رخسانہ بیگم خاموشی سے باپ بیٹے کو دیکھ رہی تھی، دونوں کو اس طرح دیکھ اوپر کی جانب دیکھتے آنکھیں بند کرتے اپنے رب کا شکر ادا کیا تھا اور اپنی خوشیوں کے اسی طرح بنے رہنے کی دعا کرتے ان کے لب ہلے۔

"یہ کیا کارڈ دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔یہ لڑکا بہت فضول خرچ ہو گیا ہے۔"

رخسانہ بیگم نے اب بولنا ضروری سمجھا۔

"ہیں؟؟ یہ تو بڑا مسئلہ ہو گیا۔۔!"مسکرا کر مزاحیہ انداز میں کہتے اسے دیکھا۔

"کیا یار بابا آپ بھی!!!"منہ بناتا کہتا وہ ہنس دیا اور اسے دیکھتے وہ دونوں بھی ہنس دیے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اوکے بابا، ماما میں چلتا ہوں۔۔"

"ہمم! اللہ کی امان میں۔۔! آیت الکرسی پڑھ کر نکلنا گھر سے۔۔"آج تو رخسانہ بیگم حسسان صاحب کو دیکھتے بے ہوش ہی ہونے کو تھیں، اس قدر محبت نچھاور ہو رہی تھی بیٹے پر کہ بس۔

"بابا! آپ نے کب سے ماما کا ڈپارٹمنٹ سنبھال لیا۔۔!"اس گھر کی عورتوں کو جیسے گھٹی میں پلایا گیا تھا، جب کوئی گھر سے نکلتا تو سب کا یہ ہی کہنا ہوتا تھا۔ جب کہ بچپن سے اب تک گھر کے ہر بچے کے اندر یہ عادت گھل چکی تھی۔ لیکن مجال ہے کہ مائیں کہنا چھوڑ دیں۔

ہاہہاہاہا!!''رخسانہ بیگم کے لفظوں کو ارحم نے زبان دینے کا کام بخوبی سرانجام دیا تھا جس پر''
وہ اپنا قہقہہ روک نہیں پائی تھیں۔

''اسلام وعلیکم! سر! کیسی طبیعت ہے آپ کی؟ارزم نے مسکراتے ہوئے ان سے سوال''
کیا۔

ٹھ۔۔ھی۔۔کک ہ۔و۔و۔ں ں۔۔''مشکل سے ٹھیک ہوں کہنے کی کوشش کی۔''

ڈاکٹر انس نے حیرت سے انھیں دیکھا،وہ ایک ہفتے سے ان کی فزیوتھراپی کر رہا تھا پر مجال ہے
جو انہوں نے اس کی کسی بات کا جواب دیا ہو اور اس کو پہلی دفعہ میں ہی جواب دے گئے تھے۔
خیر اچھا ہی تھا وہ اسی لیے تو اسے یہاں لا یا تھا۔

''یہ ڈاکٹر ارزم ہیں،یہ میرے ساتھ ہی آیا کریں گے۔۔دراصل یہ دنیا سے فارغ ہیں''،
انھیں کوئی کام نہیں ہے تو بس یہ میرے ساتھ گھومتے رہتے ہیں،آئی ہوپ سر آپ کو کوئی
اعتراض نہیں ہوگا۔۔''سامنے کھڑے شخص کی اس کے ساتھ کی جانے والی نرمی پر اس کے
چہرے پر مسکراہٹ دیکھ،اس نے بھی منہ چڑھاتے جی بھر کر اس پر اپنی بھڑاس نکالی تھی۔
جواب میں وہ صرف پلکیں جھپک گئے۔جس کا مطلب تھا کہ اجازت ہے۔انھیں یہ لڑکا اچھا

Clubb of Quality Content

لگا تھا اور اب شاید اس ڈاکٹر انس کی بھی عادت ہونے لگی تھی۔

ارزم ایک سائیکیٹرسٹ تھا اور یزدانی صاحب کو دیکھ کر انس کو لگا تھا کہ انھیں کسی سائیکیٹرسٹ کی ضرورت ہے، پر وہ انھیں بتا نہیں سکتے تھے ورنہ وہ ان کا موڈ جتنا سمجھ سکا تھا تو اس کے حساب سے تو وہ کبھی اجازت نہیں دیتے۔ زین سے وہ پہلے ہی بات کر چکا تھا۔

سر! اسے چھوڑیں، میں آپ کے پاس آیا ہوں، آپ مجھے بتائیں آپ کی ہوبیز کیا کیا ہیں؟" chess مجھے تو کھیلنا بہت پسند ہے۔۔ آپ کو؟؟" انھیں دیکھتا وہ سوچ سمجھ کر لفظوں کا چناؤ کر رہا تھا۔

اپنے کام کے لیے ساری ضروری معلومات وہ زین سے لے چکا تھا۔ وہ جان چکا تھا کہ ان کا پسندیدہ مشغلہ chess ہے۔

"ہماا۔۔ اں ں" کہتے سر اثبات میں ہلایا۔

"چلیں تو پھر آج کھیلتے ہیں۔۔" اٹھ کر ان کے کمرے میں رکھا چیس بورڈ ان کے بیڈ کے قریب لگا یا۔ اتنے فاصلے پر کہ ان کا ہاتھ با آسانی پہنچ سکے۔ ایک سائیڈ ان کی کچھ حد تک موو کر سکتی تھی۔ لہذا اسی سائیڈ پر وہ سب سیٹ اپ کر چکا تھا۔

"ساتھ ہی ہم کچھ کھانے کا بھی منگواتے ہیں۔۔" کہتے اس نے ان کے لیے سوپ منگوایا۔

کھلتے کھیلتے وہ ساتھ ساتھ انھیں سوپ بھی پلاتا جارہا تھا۔دو تین گھونٹ لینے کے بعد وہ منع کر چکے تھے۔

لیکن چیس وہ بڑی دلجمعی سے کھیل رہے تھے،ان کی چال چلنے میں وہ ان کی مدد کرتا جارہا تھا اور وہ جیت گئے تھے۔

بلاشبہ دونوں نے اس بستر پر لیٹے آدمی کی ذہانت کو تسلیم کرتے تائیدی نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

کچھ دیر آرام کرنے کے بعد وہ اب بہتر محسوس کررہے تھے۔تھوڑی دیر سو کر میڈیسن لے کر اب بہتر فیل کرتے اٹھ بیٹھے۔

"اچھا میں زرا عکس سے بھی مل آؤں۔۔!" انہیں ایک دم عکس کا خیال آیا تھا۔

"جی صحیح !آپ پھر جائیں عکس کے روم میں،میں آپ دونوں کے لیے کافی بھجوادیتی ہوں۔۔"وہ بھی کہتی اٹھیں۔

"شکریہ جناب !"مسکراتی آنکھوں سے کہتے وہ ان کی طرف دیکھتے رکے۔

"کیا!!!آپ بھی!!"ان کے اس طرح شکریہ کہنے پر وہ سر ہلاتی خود بھی ہنس دیں۔

چلیں بھی !!''انہیں اپنی جانب دیکھتے دیکھ آنکھوں سے دروازے کی سمت اشارہ کرتے''

بولیں۔

چلیں !!''وہ بھی سر ہلاتے بولتے قدم بڑھا گئے۔''

کیا میں اندر آسکتا ہوں ؟؟''عکس کے دروازے پر ناک کرتے پوچھا۔''

اچھا اب میں چلتا ہوں۔۔آپ نے اپنا خیال رکھنا ہے،وقت پر کھانا کھانا ہے اور دوائیاں''

بھی سب وقت پر لینی ہیں۔۔''انھیں کہتا وہ اٹھا تھا۔کام کرتے میڈ کو دوائیاں سمجھاتے اس

کی نگاہ ایک تصویر پر پڑی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قریب جاتے اس نے غور سے دیکھا۔وہ ایک کپل کی تصویر تھی،ایک تو بستر پر لیٹا وجود تھا پر

دوسرے وجود کو بہت غور کرنے پر بھی پہچان نہیں سکا تھا جبکہ ذہن کے پردے پر بارہاں

دستک ہو رہی تھی کہ وہ جانتا ہے انھیں۔۔

کہیں دیکھا ہے۔۔پر کہاں ؟؟کب ؟؟کون ہیں یہ ؟؟''سوچتے اس نے دماغ پر زور دینا چاہا۔''

چلیں ؟؟''انس اپنی چیزیں سمیٹتا جانے کے لیے اٹھتا اس کے پاس آیا۔''

''ہہ۔۔ہمم ؟ہمم !!ہاں چلو۔۔''

"کیا ہوا؟؟"

"!!!کچھ نہیں"

کہتے دونوں کمرے سے نکلے تھے۔اور پیچھے فرقان یزدانی نے اپنی اور اپنی بیوی شاہین یزدانی کی تصویر

کی طرف دیکھا جہاں ابھی کچھ دیر پہلے ارزم کھڑا تھا۔

،یادِ ماضی عذاب ہے یارب

!چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

ناولز کلب
Club of Quality Content

،چاچو،آپ!!آیئے نا!!"وہ جو کسی فائل پر سر جھکائے بیڈ کراؤن سے سر ٹکائے بیٹھی تھی" انہیں دیکھتے فوراً فائل سائیڈ پر رکھ گئی۔

آئیں نا بیٹھیں!!"جلدی جلدی اپنی بکھری فائلز سمیٹتے ساتھ ہی اپنے اوپر لیا بلنکٹ بھی" سائیڈ سے سمیٹتے،ان کے لیے بیٹھنے کی جگہ بنائی۔

اس کے چہرے پر اپنی موجودگی سے آئی چمک انہیں پھر بہت کچھ یاد دلاتی احساسِ ندامت کا شکار کرا گئی۔

کیسی ہے ہماری بیٹی ؟؟''اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے، جھک کے سر پر پیار کیا اور اس کی بنائی" جگہ پر بیٹھے۔

ٹھیک !! لیکن چاچو کیا اس طرح طبیعت پوچھتے ہیں ؟ اتنے دن بعد ؟؟'' سیاہ چمکتی آنکھیں" پوری کھولتے بولی۔

تو کیا ناراض ہے ہماری بیٹی ؟؟''مصنوعی ڈر چہرے پر لاتے مسکراہٹ روکتے ہوئے" بولے۔

نہیں چاچو ! آپ کی بیٹی کو ناراض ہونا نہیں آتا۔۔''ان کی آنکھوں میں اپنے لیے اس قدر" محبت دیکھ وہ ہمیشہ ایسی ہو جاتی تھی۔اپنے اندر پنپتے کچھ ادھورے احساسات کو زبان دے دیتی تھی۔

توبہ کرو لڑکی ! پہلے کتنا ناراض ہوتی تھیں بھول گئیں کیا؟؟''اس کے چہرے پر پھیلتی" مایوسی کو مکمل طور پر پھیلنے سے روکنے کے لیے وہ دوستانہ لہجے میں بولے۔

''چاچو !! آپ بھول رہے ہیں۔۔میں کبھی ناراض نہیں ہوتی تھی۔۔"

نہیں ! میں کچھ نہیں بھول رہا، میری بیٹی کسی اور سے نہیں لیکن اپنے چاچو سے تو ناراض" ہوتی تھی۔۔''وہ بھی بھرم سے بولے تھے۔

چاچووو!! کیونکہ وہ جانتی تھی کہ آپ منالیں گے!''آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلتی وہ'' ان کے بازو پر ہاتھ مارتی، شکایتی ہوئی۔

وہ تو انہیں تنگ کر رہی تھی اور خود ہو چکی تھی۔

پرانی باتیں نہیں کریں۔۔''حکم دینے والے انداز میں کہتی وہ انھیں یادوں میں نہ جانے کا'' فیصلہ سنا چکی تھی۔ یہ سچ تھا کہ وہ کسی سے ناراض نہیں ہوتی تھی لیکن ہاں حسسان صاحب سے ناراض ہوتی تھی اور لاڈ بھی اٹھواتی تھی۔ وہ بھی تو اسے باپ کی طرح چاہتے تھے۔

حسسان گھر بھر کے بچوں کو بیسٹ چاچو اور بیسٹ ماموں تھے۔ ایسا نہیں تھا کہ احتشام صاحب نے کہیں کمی چھوڑی تھی پر وہ اپنی شخصیت کے لحاظ سے بچوں کے ساتھ وہ دوستانہ تعلقات قائم نہیں کر پائے تھے جو حسسان صاحب اپنی غصیلی اور خاموش طبیعت کے باجود بنا گئے تھے۔ گھر کے بچوں میں ان کی جان تھی، خاص کر عکس میں کیونکہ وہ گھر کی پہلی بیٹی تھی، ان کے لیے تو وہ چھوٹی سی پری تھی، جسے دیکھتے وہ اپنی سخت طبیعت کے خول سے نکل آتے تھے۔ جس نے انھیں بہت بدل دیا تھا۔ ان کے بچوں اور عکس میں عمر کا کافی فرق تھا جس کی وجہ سے ایک عرصہ انہوں نے عکس کے ساتھ گزارا تھا۔

ٹھیک ہے بھئی! جیسا ہماری بیٹی چاہے۔''کہتے ہاتھ اٹھائے۔''

Clubb of Quality Content

اگر ہماری بیٹی ٹھیک ہے تو یہ یوں بستر پر کیوں لیٹی ہوئی ہے؟؟ بھئی مجھے اپنی بیٹی بھاگتی" دوڑتی اچھی لگتی ہے۔۔"اس کی چھوٹی سی ناک دباتے، سوچنے کے سے انداز میں بولے۔

قسم سے چاچو آپ ہی ہیں جو مجھے سمجھ سکتے ہیں، میں خود تھک چکی ہوں، پلیز یار ماما کو بولیں" کہ مجھے اب آفس جانے دیں، بہت سارے کیس پینڈنگ

ہیں، پلیز ززز! زیب بھی اتنی کالز کر چکی ہے، اس لڑکی سے اکیلے کچھ نہیں سنبھلتا!"انھیں اپنے دل کی بات کرتے دیکھ فوراً اپنے مطلب کی بات کی۔

"اوکے جی! ابھی کہتا ہوں، بھابھی کو، کہ کوئی میری بیٹی کو نہیں روکے گا۔۔"

"چاچو! آپ کو پتہ ہے۔۔"

"کیا؟؟"

"!آپ دنیا کے بیسٹ چاچو ہیں۔۔"

"اگر میں بیسٹ چاچو ہوتا تو میری بیٹی مجھے ہر بات بتاتی لیکن ایسا تو نہیں ہے۔۔"

نہیں چاچو!! میں آپ سب کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔"کہتے ان کا ہاتھ تھاما۔"

"!! بہادر بیٹیوں کے باپ اتنی سی باتوں پر پریشان نہیں ہوا کرتے میری جان"

چاچو۔۔! آئی ایم سوری!! آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔۔"عکس حیدر شاہ جس کا ایک رعب تھا"

سب پر، وہ اس طرح معصوم صورت بناتی، ایسے بولی تھی کہ حسان صاحب ناراض ہونے کا ناٹک تک برقرار نہیں رکھ پائے تھے۔اور چھت پھاڑ قہقہہ گونجا تھا ان کا پورے کمرے میں۔ساتھ ہی وہ بھی مسکرا دی۔ہنستے ہنستے دونوں کی آنکھوں میں نمی آئی تھی۔

"چاچو!! بابا کو نہیں جانا چاہیے تھا نا!!!" آگے ہوتی ان کے کندھے سے سر ٹکاتے ہوئے بولتی وہ ان کے حلق کو خشک کر گئی تھی۔ارد گرد کی سردی انھیں اپنے اندر اپنے دل کو جامد کرتی محسوس ہوئی تھی۔

"چاچو! آپ بھی بابا کو مس کرتے ہیں، آئی نو! آپ اسی لیے اتنا چپ رہتے ہیں، آپ جب ہم لوگوں کو دیکھتے ہیں، مجھے، سمایا کو، یوشع کو، زوہان کو تو آپ کی نظریں نہیں ٹھہرتی ہم پر، میں نے آپ کا کترانا محسوس کیا ہے، ہمیں دیکھ کر آپ کو بابا اور زیادہ یاد آتے ہیں۔۔ہیں نا!!" اس کے جملے ان کے خون کے بہاؤ کو برف کرتے ان کی آنکھوں سے سیل رواں کر رہے تھے۔

"آپ کی تکلیف کا اندازہ کر کے، میں آپ کو ایسا کرنے سے نہیں روکتی، پر ایک بات کہوں۔۔؟" اس کے بھی آنسو متواتر آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ان کے کندھے سے سر ٹکائے رکھے ہی، انھیں دیکھنے کی کوشش کرتے سوالیہ انداز میں آنکھیں اوپر اٹھائیں۔

"چاچو! آپ میں سے بابا کی خوشبو آتی ہے، آپ جب سر پر ہاتھ رکھتے ہیں نا؟ تو بلکل بابا جیسا احساس ہوتا ہے۔۔! اس لیے میں خود بھی آپ کو نہیں بلاتی، کیونکہ آپ مجھے بابا کی اور زیادہ یاد دلاتے ہیں۔۔اور یادیں عذاب ہوتی ہیں چاچو!! یادیں عذاب ہوتی ہیں۔۔ ہمارے آج کو بہت بے رحمی سے کھا جاتی ہیں۔۔" روتے روتے رک رک کر بولتی وہ انھیں سوکھے کانٹوں پر لوٹا گئی تھی۔ان کے کندھے سے لگی وہ انھیں قیامت کے سے عذاب سے دوچار کرا رہی تھی۔

"کم اون! چاچو! آپ نا! بابا کے فیورٹ بھائی ہیں، چھوٹے تھے نا آپ شاید اس لیے! آپ کو یاد ہے؟ بابا کہتے تھے کہ آپ ان کے بھائی نہیں بیٹے ہیں، چاچووو!!! آپ کو روتے اگر بابا نے دیکھ لیا نا! تو بس شامت ہے پھر میری، یار چپ ہو جائیں، ورنہ آپ کے بھائی میرے خواب میں نہیں آئے گے۔۔" ان کی آنکھوں سے بہتے آنسو اس کے بالوں میں جذب ہوتے، اس کے بال نم کرتے، ان کے رونے کا احساس دلا گئے تھے۔ سیدھی ہوتی وہ اپنے نازک ہاتھوں سے ان کے گال سے آنسو پونچھ گئی۔

"بھ بھھ بھا ابھائی بھائی روز تمم تمہارے خوابمم خواب میں آتے ہیں؟" آنسوؤں کے ساتھ ساتھ ان کا پورا جسم اپنے عزیز جان بھائی کے ذکر پر پسینے سے شرابور ہوا تھا۔

"جی! روز آتے ہیں اور بہت ساری باتیں کرتے ہیں، آپ کے بارے میں بھی۔۔"

آنسوؤں کے بیچ مسکرا کر کہتی وہ انھیں اپنے آپ سے کئی بہادر لگی تھی۔

کون کہتا ہے کہ بیٹیاں کمزور ہوتی ہیں، بیٹیاں تو بہادر ہوتی ہیں، اگر سچ کا اعتراف کرنے میں ،اس معاشرے کے مرد اپنی مردانگی پر حرف نہ سمجھیں تو ہر دوسرا مرد یہ اعتراف سر اٹھا کر کر رہا ہو کہ بیٹیاں ان کی طاقت ہیں، یہ بیٹیاں سر جھکاتی نہیں ہیں بلکہ ہماری گردن میں جو جھوٹی مردانگی کی اکڑ کا سریا ہے نا اسے نکال کر ہمیں اللہ کا بنایا ہوا اصل مرد بناتی ہیں، ہمیں احساس دلاتی ہیں کہ مرد کو نگاہیں جھکا کر چلنا چاہیے۔

میرے میرے بارے میں؟ میرے بارے میں کیا کہتے ہیں۔۔"ان میں اتنی بھی سکت" نہیں تھی کہ پہلو بدل سکتے، جسم سے روح پرواز کرتی محسوس ہوئی تھی۔

ہاں! بابا کہتے ہیں کہ تمہارا یہ جو چچا ہے نا، یہ بہت پاگل ہے، یہ عمل کرنے کے بعد سوچتا" ہے، پہلے نہیں، میں ہمیشہ اس سے کہتا تھا کہ کسی چیز میں جلد بازی نہ کیا کرو۔۔"اس کے لفظ انہیں دل کو چیرتے محسوس ہوئے، جیسے زیشان صاحب اسے دیکھ رہے ہوں۔

"اور اور۔۔اور کیا کہتے ہیں۔۔"

وہ آپ کو بہت چاہتے ہیں، انھیں آپ کی فکر لگی رہتی ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس سے کہا کرو کہ "

،اپنے اندر کا سکون تلاش کرے۔۔" وہ یوں ہی کچھ دن پہلے آئے خواب کا ذکر کرتی چلی گئی یہ جانے بغیر کہ اس کی یہ باتیں کسی پر آگاہی کے دریچے کھولتی اسے پلِ صراط پر لا کر کھڑا کر گئی ہے۔

تم بھی رونا بند کرو! میری جان!" اپنے اوپر قابو تو وہ نہیں پا سکے تھے، پر لڑکھڑاتے ہاتھوں" سے اس کے گالوں پر بہتے آنسو پوچھنے کی کوشش ضرور کی تھی۔

عکس! مجھ میں بھائی کو محسوس نہیں کیا کرو میری بیٹی! وہ بہت اچھے تھے، تمہارا چاچو اتنا اچھا" نہیں ہے، میری جان!! نہیں ہے۔۔" وہ پھر سے ان کے کندھے سے سر ٹکا گئی تھی۔

آنہااں!! چاچو!! آپ بہت اچھے ہیں، بہت زیادہ، اور بابا کا احساس میں نے نہیں اللہ تعالیٰ" نے آپ کے اندر ڈالا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں بابا کا لمس دیا ہے، یہ میرے محسوس نا کرنے سے تھری نا چلا جائے گا، آپ میں بابا کا احساس ہے تو ہے۔۔ آپ ہیں بابب با جیسے ے۔۔" کہتے کہتے وہ ان کے کندھے پر سر ٹکائے نیند کی وادیوں میں پہنچ چکی تھی۔

وہ ویسے کے ویسے ہی بیٹھے رہے تھے، وہ جو اس کی زندگی کا واحد حسین باب اس پر بند کر چکے تھے، آج اس کی نیند میں خلل سے احتیاط برت رہے تھے۔

"یہ لیجئے آپ لوگوں کی کاف۔۔ی"

ششش!! سو گئی ہے۔۔"کافی لے کر اندر آتی رخسانہ کو سرگوشی میں چپ رہنے کا اشارہ" کرتے احتیاط سے اسے تکیے پر لٹاتے خود بہت مشکل سے اپنا شکستہ وجود گھسیٹتے باہر کی طرف قدم بڑھا گئے۔

رخسانہ بھی کافی نیچے رکھتی، اس کی نیند کے خیال سے کھڑکی کے پردے برابر کر گئیں، کہ باہر کی طرف پھیلا اجالا اس کی نیند خراب کر سکتا تھا۔ اس کا بلینکٹ اس پر درست کرتے خود بھی کافی کی ٹرے اٹھاتی کمرے کا دروازہ بند کرتی اپنے کمرے کی سمت بڑھیں۔

صبح فجر سے اٹھی تھی اور اس وقت دن کے بارہ بج رہے تھے، شاید اسی لیے اس پر نیند غالب آگئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

دن ڈھلتا جا رہا تھا اور چاروں طرف شام کی نارنجی اور سنہری روشنی آہستہ آہستہ پھیلتی سردیوں کی شام کا حصّہ بنتی اپنی مدھم سی آہٹ کے ساتھ زمین پر اتر رہی تھی۔ آسمان پر بکھرے بادل اس روشنی کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے تھے، جیسے قدرت نے کسی مصور کے ہاتھوں ایک حسین تصویر بنا دی ہو۔ فضا میں گھلتی ہلکی سی ٹھنڈی ہوا درختوں کی شاخوں کو چھو کر گزرتی پتوں کی مدھم سی سرسراہٹ، شام کی خاموشی میں کوئی راگ الاپ رہی تھی۔

دور افق پر سورج دھیرے دھیرے زمین کی آغوش میں اتر رہا تھا۔اس کی آخری کرنیں فضا میں ایک میٹھی سی اداسی اور سکون بکھیر رہی تھیں۔پرندے پھڑ پھڑاتے ہوئے اپنے گھونسلوں کی طرف لوٹتے،آسمان پر قطاریں بناتے جارہے تھے،اور فضا میں ایک پر سکون سا سکوت چھاتا جارہا تھا،جیسے دن کی ساری تھکن سردی کی اس حسین خاموش شام کی نرم بانہوں میں سمٹ کر آرام کرنے لگی ہو۔

گھر میں بنے اپنے آرٹ روم میں،وہ کب سے جانے کینوس پر کیا بنانے کی کوشش کر رہی تھی۔ابراج صاحب کو تو صرف آڑی ترچھی رنگوں کی لکیریں ہی سمجھ آئی تھیں۔

آدھے بالوں کو کلپ میں قید کیے،ایک برش بالوں میں لگائے،مخروطی انگلیوں میں دبا میں برش اور دوسرے ہاتھ میں رنگوں کی پیلٹ لیے وہ کچھ سوچتی کبھی سرمئی آنکھیں اٹھاتی تھی کبھی جھکاتی۔پلکوں کی جھلمن رنگوں کے ساتھ ساتھ رقص کرتی حسین امتزاج پیدا کر رہی تھیں۔رنگ کینوس پر بکھرتے جاتے اسکے چہرے پر بھی کئی رنگ جگمگا گئے تھے۔

"میرال بیٹے،آپ کل،جب سے اسپتال سے آئی ہو،کچھ گم سم سی ہو،کچھ ہوا ہے بیٹے؟؟"

ابراج صاحب کو اپنی یہ نازک سی بیٹی کچھ اپسیٹ لگی۔سرمائی آنکھیں رونے کی چغلی بھی کھاتی محسوس ہوئیں تھیں انھیں۔

وہ ابھی شاور لے کر نکلی تھی اور کسی غیر مرعی نقطے کو تکتی اپنے ارد گرد سے بہرہ بنی اپنے گیلے بالوں کو ڈرائیر سے سکھاتی کسی اور دنیا میں کھوئی ہوئی تھی جب یکدم حرا کی آواز پر خیالوں کی دنیا سے باہر آئی۔

عکس باجی!! نیچے کوئی آپ سے ملنے آئے ہیں۔" اپنی عادت سے مجبور، چٹیا گھماتے" ہوئے، ہاتھ ہلا ہلا کر بولی۔

مجھ سے کون ملنے آیا ہے؟ نام پوچھا؟" اس کی جانب سوالیہ انداز میں دیکھتے پوچھتی، ڈرائیر" رکھ چکی تھی۔ گھڑی کی طرف دیکھا جو شام کے پانچ بجا رہی تھی۔ مرد حضرات سب آفس میں تھے، عورتیں اپنے کام میں مصروف تھیں۔

نہیں!! وہ تو میں نے نہیں پوچھا۔۔" انگلی دانتوں میں دباتی، آنکھیں بند کرتے دوسرا ہاتھ" چٹیا کو چھوڑتا اب ماتھے پر پڑا تھا۔

عکس نے اس کی عقل پر افسوس کرتے اسے دیکھا اور ارد گرد دوپٹے کو ڈھونڈتے اپنی نظریں دوڑائیں۔

حرا!! تم سے ایک کام ڈھنگ سے نہیں ہوتا ہے۔۔ اچھا! اب جاؤ جا کر بٹھاؤ نہیں، میں"

آرہی ہوں۔" کہتے کمر پر بکھرے اپنے کالے آبشار نما گھنے بال سمیٹتے جوڑے میں قید کیے۔

دوپٹہ جو پاس ہی صوفے پر پڑا اسے نظر آچکا تھا اسے اٹھاتے اچھی طرح سے سر پر اوڑھتے ،کندھوں پر بھی پھیلا گئی۔ سر اس طرح کور کیا تھا کہ بال نظر نہ آسکیں۔ وہ سادگی میں بھی نکھری نکھری سی اپنے پر کشش سانولے رنگ میں حسن کا پیکر لگ رہی تھی۔

حسبِ عادت، سامنے رکھی ڈریسنگ ٹیبل سے اپنی نیلم کی انگوٹھی اٹھا کر پہننا نہیں بھولی تھی۔

تھوڑی دیر میں وہ نیچے آتی بڑے سے عالیشان گیسٹ روم کے قریب پہنچی۔ یہاں آتے وہ راہداری سے نظر آتے شیشے کی اعلی طرز کی بنی کھڑکیوں سے کسی کا عکس دیکھ چکی تھی۔ تھری پیس گرے سوٹ میں ملبوس، نک سک سا تیار ہوا وجود کسی سے فون پر مصروف باہر گارڈن میں کھلنے والی کھڑکی کی طرف رخ کیے کھڑا تھا۔

کسی مرد کا وجود دیکھتے بے اختیار اس کا ہاتھ اپنے سر پر اوڑھے دوپٹے پر جاتا دوپٹے کو آگے کھینچ گیا۔

دو قدم بڑھاتے وہ کمرے میں داخل ہوئی۔ مقابل کی پشت تھی اس کی جناب، مقابل کی پشت سے ہوتی اس کی نظریں پاس ٹیبل پر رکھے آدھے پانی کے گلاس پر گئی۔

نولز کلب
Clubb of Quality Content!

اُمم!!جی؟''اسے سمجھ نہ آیا کہ مقابل کو کس طرح اپنی جانب مبذول کرائے۔''

اس کی آواز سنتا وہ جو فون پر کسی سے بات کر رہا تھا، فون کو کان سے لگائے لگائے ہی پلٹا۔اس کی ایک جانب بڑا سا سیون سیٹر صوفہ تھا اور دوسری جانب کانچ کی چکور میز رکھی تھی جس پر حسین اصلی گلابوں سے مزین گلدان پورے کمرے میں تازگی بخشتا راحت بخش احساس بکھیر رہا تھا۔آواز کی سمت میں دیکھتے بے ساختہ اس کی نظر ایک بار گلابوں پر جاتی پھر مقابل کھڑی عورت پر گئی تھی۔جیسے کسی چیز کا موازنہ کرنا چاہا ہو۔لیکن بس ایک لمحہ ایک لمحہ لگا تھا اور وہ نظریں پھیر گیا۔

پلٹنے والے کی شکل دیکھتے اس کے چہرے پر جو رنگ آیا تھا وہ مقابل کو اپنے لیے پسندیدگی کا تو خیر دور کی بات ہے، البتہ ناپسندیدگی کا ضرور لگا۔

''جی!مسٹر شہروز!آپ وہ فائل مجھے میل کر دیں، میں۔۔''فون کان سے زرا ہٹاتے، اپنی اہم بات بیچ میں روکتے، اس کی جانب دیکھا، آنکھیں زرا بند کرتے، ہاتھ سے اشارہ کرتے، آہستہ سے دو منٹ کہتے اس سے اجازت چاہی۔

مقابل کی یہ ادا بلاشبہ اس کے اعلیٰ اخلاق کی طرف نشان دہی کر گئی تھی۔

اثبات میں سر ہلاتی وہ کچھ قدم آگے بڑھا گئی۔بیٹھی نہیں تھی۔بے شک سامنے کھڑا مرد لاکھ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناپسند صحیح پر مہمان نوازی بھی کچھ ہوتی ہے۔

اسے کھڑا دیکھ وہ تھوڑا آگے بڑھتا اسے آئی برو اٹھاتے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتا خود ابھی تک کھڑا ہی تھا۔ عکس نے بھی اسے بیٹھنے کا کہا تھا۔

اس لڑکی کی ہٹ دھرمی پر سب ایمان لا چکے تھے تو وہ کیا چیز تھا۔ نہ وہ بیٹھا نہ وہ بیٹھی۔

اوکے ! پھر بات ہوتی ہے، میں ابھی زرا مصروف ہوں، بعد میں بات کرتا ہوں۔۔" اسے " بیٹھتے نہ دیکھ وہ اس سے اجازت لینے کے باوجود اپنی بات مکمل کیے بنا ہی مقابل کا جواب سنے بنا فون بند کر چکا تھا۔

بیٹھ جائیں اب !" ہاتھ سے دوسری طرف رکھے صوفے کی طرف اشارہ کرتے خود بھی " سامنے رکھے صوفے کی جناب بڑھا۔

ہمم ! آپ بھی ! !" اسے کہتے وہ بیٹھ چکی تھی۔ "

،ایک نگاہ اس پر ڈالتے وہ اپنی نظریں پھیر گیا، سامنے بیٹھی عورت اسے بہت کمزور لگی تھی اس کی صحت ناجانے کیوں پر زین یزدانی کو دانت بھینچنے پر مجبور کر گئی تھی۔ وہ اسے کافی کمزور لگی۔ لیکن اس سادگی میں بھی وہ معصوم بے ضرر سی حسین لڑکی اپنے اندر ایک مقناطیسی کشش رکھتی تھی۔

لیکن اس کی آنکھیں آج بھی بے خوف، طاقت سے بھری جن کو دیکھتے کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ کمزور تھی۔ سیاہ آنکھوں کی چمک ہی کچھ اور تھی۔

سیاہ آنکھیں۔۔"زین یزدانی نے آج پہلی بار نوٹ کیا تھا کہ اس کی خود کی آنکھوں کا رنگ" بھی سیاہ تھا، بلکل عکس حیدر شاہ کی طرح سیاہ چمکتی آنکھیں۔ وہ حیران تھا اپنی اور اس کی آنکھوں کی اس قدر مماثلت پر۔ چہرے پر حیران کن تاثرات آئے تھے اور اگلے ہی لمحے ایک نرم سی مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا۔

خیریت ؟ کیسے آنا ہوا؟" بے زاریت لیے اس کی جانب دیکھتے پوچھا۔"

خیریت تو آپ کی پوچھنے آیا ہوں، آپ بتائیں ؟ آپ کے ساتھ ہوئے حادثے کا پتہ چلا، اب" کیسی ہیں ؟؟" دوپٹہ سلیقے سے اوڑھے وہ اسے کافی پر وقار لگ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کالے جیل سے سیٹ کیے بال، جواب تھوڑے رف سے نظر آ رہے تھے۔ وہ شاید آفس سے سیدھا یہاں آ گیا تھا۔

عکس نے اسے دیکھتے دل میں سوچا۔

جی ! ! پر آپ کو کیسے پتہ چلا؟" وہ پہلے ہی اس کی یہاں موجودگی پر حیران تھی اور وجہ تو اور" بھی حیران کن تھی کہ یہ بات تو کسی کو نہیں بتائی تھی اتنک۔

پرہاں مقابل کی طاقت کا اندازہ اسے تھا، اسکے لیے بھی بھلا کہاں مشکل تھا، کچھ پتہ لگانا۔

کیا واقعی ! یہ آپ پوچھ رہی ہیں ؟'' وہ ہی گہری مسکراہٹ، جیسے اپنی طاقت اپنی پہنچ پر اس کا'' غرور بھرا انداز۔

''نہیں ! آپ جیسے کرپٹ پولیٹیشنز کے لیے کہاں مشکل ہے بھلا یہ اتنی سی بات پتہ لگانا۔۔'' کاٹ دار لہجے میں کہتی، وہ اسے پھر سے مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

اس عورت کی جگہ اگر کوئی اور اس کے لیے یہ الفاظ استعمال کرتا تو اب تک اپنی آخری سانسیں گن رہا ہوتا۔اس کے چہرے پر ایک جاندار مسکراہٹ آئی تھی۔

بتایا نہیں آپ نے ؟ کیسی طبیعت ہے اب آپ کی ؟''اس کی بات کو نظر انداز کرتا وہ اپنے'' مدعے پر آیا۔

ٹھیک ہوں۔۔ شکریہ !''اخلاقاً اپنے لہجے کو تمیز کے دائرے میں رکھنے کی ہر ممکن کوشش'' کی گئی۔

اسے جواب دیتے، اس نے حرا کو دیکھا جو دوسری ملازمہ کے ساتھ مل کر لائے گئے لوازمات ٹیبل پر سجا رہی تھی۔

شکریہ کس بات کا؟''آئی برو سمیٹتے، اس نے بھی سرسری نظر اس کی تقلید میں ٹیبل پر''

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ڈالی۔

”عیادت کا!“ دو لفظی جواب دیتی وہ خاموش ہوئی۔

”ہمم!! صحیح!“ اس کے لہجے میں اپنے لیے بےزاریت دیکھ، وہ بس اتنا ہی بول پایا تھا۔

”ویسے کون تھا وہ؟“ اس نے موضع بدلہ۔

”یہ پتہ نہیں لگایا آپ نے؟“ طنز کیا تھا اس کے اثرو رسوخ پر۔

”نہیں!“ ایک لفظی جواب۔

”بتائیں کون تھا؟“ اسے خاموش دیکھ اس نے اپنا سوال دوہرایا۔ اس کے چہرے کے تاثرات اب ایک حد تک سخت ہو چکے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

”رہنے دیں، میں خود اپنے طریقے سے حل کرنا چاہتی ہوں اس معاملے کو۔ قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے۔“ اس کے تاثرات دیکھتے اس نے بتانا بہتر نہ سمجھا۔

”جانتا ہوں! آپ خود ہی کافی ہیں۔۔“ وہ جانتا تھا کہ اگر اسے نہیں بتانا تو وہ نہیں بتائے گی۔

”بالکل!!“ اس لڑکی کا یہ فخریہ انداز اس پر جچتا تھا۔

”خیر! کچھ لیں، پلیزز!!“ اس کے کہنے پر حرا اس کے لیے کباب پلیٹ میں نکالنے کے لیے جھکی۔

"نہیں! آپ رہنے دیں، میں لے لوں گا!" کہتے اس نے اسے روکا۔ وہ اپنے گھر بھی ملازموں سے کام بولتا تھا، کبھی اس نے ملازماؤں سے کام نہیں بولا تھا، اب عورتوں سے کام کروانے کی اسے عادت نہیں تھی یا اچھا نہیں لگتا تھا یہ تو وہ ہی جانتا تھا۔

عکس نے اس کی یہ حرکت نوٹ کی تھی، اور آج پہلی بار زین یزدانی کی کسی حرکت نے عکس حیدر شاہ کو متاثر کیا تھا۔

"چائے لیں!" کہتے وہ رخ پھیر گئی۔

"نہیں! اب میں چلوں گا، بس آپ کی طبیعت کا پوچھنا تھا۔" کہتے اپنا موبائل فون میز سے اٹھاتا کھڑا ہوا، جب فون کے ساتھ رکھے اپنے لائے گئے ٹیولپز پر اس کی نظر گئی۔

بچارے سفید ٹیولپز کب سے اپنی نظر اندازی پر منہ بنائے ان دونوں کو تک رہے تھے۔ اس کی ایک نظر پڑتے ہی جیسے کھلکھلا اٹھے۔ اس کی نظروں کے تعاقب میں، وہ بھی سفید ٹیولپز دیکھ چکی تھی۔

"اوہ!! سوری وہ میں بھول گیا! یہ آپ کے لیے۔۔" اٹھاتے اس کی طرف بڑھائے جسے وہ بنا کسی تاثر کے تھام گئی۔

"ویسے اس کی ضرورت نہیں تھی۔" اس عورت سے اسے اسی جواب کی امید تھی۔

جانتا ہوں!" دو لفظی جواب دیتا اٹھ کھڑا ہوا۔"

اگر میری کسی چیز میں ضرورت ہو تو بتایئے گا۔۔" اس نے عام سے انداز میں کہا تھا، کوئی"
اکڑ کوئی غرور کچھ بھی نہیں تھا اس کے لہجے میں۔

آپ کو لگتا ہے کہ مجھے کسی کی ضرورت ہو گی؟ کسی چیز کی کمی نظر آتی ہے آپ کو میرے"
"پاس؟

آج پہلی بار وہ اس آدمی کی وجہ سے مغرور لہجہ اختیار کر گئی تھی۔

بنا کسی لحاظ کیے وہ نہایت صاف گو ثابت ہوتی مقابل کو اضطراب کا شکار کر گئی۔

کاش یہ سامنے کھڑی عورت میرے لیے بھی ایسے ہی کہتی۔ مجھ پر یقین کر کے، مجھ پر یوں"
غرور جتاتی۔" اپنے دل میں سوچتے خود کو ہی ڈپٹتا وہ سر دائیں بائیں ہلاتے اپنی قسمت کی ستم
ظریفی پر مسکرا دیا۔

جی! بلکل صحیح کہہ رہی ہیں، آپ کے گھر میں بھی تو ایک پو لیٹیشن پایا جاتا ہے، اوہ سوری"
کرپٹ پو لیٹیشن!!" اس کے کچھ دیر پہلے کہے گئے جملے اور اب تک کی ساری باتوں کا جواب
وہ اپنے ایک جملے میں دے گیا تھا۔

"نہیں بابا! کچھ نہیں۔۔!" انہیں مسکرا کر دیکھتے وہ آرام سے منع کر گئی۔ مخروطی انگلیاں کینوس پر رنگ بکھیرتی رنگوں کا رقص دکھا رہی تھیں۔

"بابا!! لوگ جھوٹ کیوں بولتے ہیں؟؟" دونوں باپ بیٹی خاموشی سے اپنے اپنے حسین منظر کو دیکھتے رہے، میرال کی سرمئی آنکھیں کینوس پر تھیں اور ابراج صاحب کی نظریں اپنی جان سے عزیز بیٹی کے چہرے پر تھیں۔ میرال کے اچانک سوال نے ابراج صاحب کا ارتکاز توڑا تھا۔

"جھوٹ؟؟ کس نے بولا آپ سے؟" آئی بروناک پر سمیٹتے پوچھا۔

"ایسے ہی پوچھ رہی ہوں بابا!!" سر دائیں بائیں ہلاتے، عام سے انداز میں انہیں دیکھتے ہوئے بولی۔

"بیٹا جانی!! جھوٹ کی بہت سی وجوہات ہوتی ہیں لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ کو پہچان ہونی چاہیے جھوٹ کی۔۔" اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے، نرمی سے بولے۔

"مطلب؟ جھوٹ تو جھوٹ ہوتا ہے نا۔۔!!" استفاہیہ نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے بولی۔

"ہاں! بلکل جھوٹ تو صرف جھوٹ ہوتا ہے۔ لیکن کچھ باتیں ہمارے لیے نہیں ہوتیں تو

اگر وہ ہمیں نہ بتائی جائیں تو اسے جھوٹ کے زمرے میں ڈالنا زیادتی ہے۔۔" باپ تھے ان سے بہتر اسے کون جانتا تھا۔

"پر بابا ہے تو یہ بھی جھوٹ نا؟ کوئی آپ کے ساتھ کام کرے، آپ کے ساتھ رہے اور وہ جو دکھائے وہ نہ ہو تو؟ یہ جھوٹ ہی ہوا!!" کوئی چھپا ہوا شکوہ اس کی زبان پر پھسلا تھا۔ ابراج صاحب نے غور سے بیٹی کو دیکھا۔

"میری جان! مکمل بات جانے بغیر تو میں نہیں بتا سکتا کہ جسے میری بیٹی جھوٹ سمجھ رہی ہے وہ واقعی جھوٹ ہے بھی یا نہیں۔۔ لیکن اتنا ضرور بتا سکتا ہوں کہ ہاں جھوٹ جھوٹ ہی ہوتا ہے پھر چاہے اس کی کتنی ہی وجوہات کیوں نہ بن کی جائیں وہ جھوٹ ہی رہتا ہے۔" انہوں نے رسائی سے اسے سمجھانا چاہا۔ وہ جانتے تھے کہ ان کی بیٹی جھوٹ سے کس قدر نفرت کرتی ہے اسے لوگوں کا باتوں کو کسی ٹافی کے چمکتے ہوئے ریپر کی طرح چمکتی ہوئی باتوں کی سطروں میں چھپا کر دکھانا، بلکل قبول نہیں تھا۔

"بابا! ہم جھوٹ بولتے ہوئے یہ کیوں نہیں سوچتے کہ وہ ہمیشہ کے لیے چھپ نہیں سکتا۔ جھوٹ آشکار ہو ہی جاتا ہے، چاہے لمحے گزریں، دن بیت جائیں یا صدیاں گزر جائیں۔" اپنا برش پاس رکھی لکڑی کی اونچی میز پر رکھتے وہ سنجیدگی سے کہتی اب پوری طرح سے ان کی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

طرف گھوم چکی تھی۔

ہمم!! یہ تو ہے،اس میں کوئی شک نہیں کہ جھوٹ کی قسمت میں منکشف ہونا لکھا گیا" ہے۔"وہ اس کی بات سے سو فیصد متفق نظر آئے۔

بابا! ہم بہت آسانی سے جھوٹ کو کئی پردوں کے پیچھے چھپادے دیتے ہیں، یہ سوچے بغیر" کہ جھوٹ کو چھپائے گئے پردوں میں بہت تیزی سے انگنت سوراخ ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور وہ سوراخ زدہ پردے جھوٹ کو چھپانے میں ناکام ثابت ہوتے ہیں۔"اس کے لہجے میں پنہاں پراسرار سکوت محسوس کرتے وہ بے اختیار اس کے گال پر ہاتھ رکھ گئے۔

میری چھوٹی سی بیٹی نے اتنی بڑی بڑی باتیں کرنا کہاں سے سیکھ لیا۔۔؟؟اس کے گال پر لگا" لال رنگ کا پینٹ اپنے ہاتھ سے صاف کرتے محبت سے چور لہجے میں بولتے،اس کی ناک دبائی۔

بابا!!! کچھ غلط کہہ رہی ہوں کیا؟؟"سرمئی آنکھوں نے رنگ بدلا تھا، باپ کے محبت" سے بھرے لمس کو گال پر محسوس کرتی وہ سب بھول کر ہنستے ہوئے،لاپرواہی سے اپنے بال سمیٹنے میں بالوں پر بھی رنگ لگا گئی تھی۔

یہ دیکھ کر ابراج صاحب اور میرال دونوں کے قہقہے گونجے تھے۔

آپ!!!'' پھولوں پر اپنی گرفت سخت کرتی دو قدم اس کی طرف بڑھی۔ اسے غصّہ آیا تھا''
دایان کے لیے نہیں اپنے خاندان کے فرد کے لیے۔

میں!!!'' کہتے اس نے دو قدم پیچھے لیے تھے۔ وہ جانتا تھا کہ غصّے میں وہ یہ فاصلہ کم کر گئی''
ہے لہذا خود فاصلہ بڑھا گیا۔

اسے اس کا یہ انداز لطف دے رہا تھا۔

کیا! آپ ہی نے تو کہا تھا، مس شاہ! کہ آپ کو سب ہی پولیٹیشنز کرپٹ لگتے ہیں، کیا اب''
''رائے بدل گئی ہے؟

نہیں! میری آج بھی وہ ہی رائے ہے۔'' وہ جھوٹ نہیں کہہ سکتی تھی، اس کی آج بھی وہ''
ہی رائے تھی، دایان کا پولیٹکس میں جانا اسے قطعئ پسند نہیں آیا تھا۔

''ایک بات کہوں؟''

وہ کچھ نہیں بولی۔

اتنا سچا نہیں ہونا چاہیے کہ دنیا کھا جائے۔۔ یہ پرانی کہاوت تھی کہ اچھائی سے برائی کو مٹایا''
جاسکتا ہے۔'' کہتے اب تک میں پہلی بار اس کی آنکھوں میں سختی در آئی تھی۔

"اچھائی کی راہ مشکل ضرور ہوتی ہے مسٹر زین یزدانی مگر یہ ہی راہ، راہِ نجات ہوتی ہے۔"

اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتے اس کے لہجے میں ایک عزم تھا، نا قابلِ تسخیر عزم۔

جس دن اس راہ میں سب کچھ کھو دیں گی، تب پوچھوں گا۔۔"ناچاہتے ہوئے بھی وہ تلخ"

ہوئے بنا نہ رہ سکا۔

عکس ابھی جواب دینے والی تھی کہ کسی کے قدم کمرے میں داخل ہوتے محسوس ہوئے تھے اور دونوں نے آنے والے کی سمت دیکھتے اپنی گردن گھمائی۔اس کا نام پکارا گیا، عکس کے لیے یہ آواز اور لہجہ دونوں اجنبی نہیں تھے، وہ بنا دیکھے بھی جان گئی تھی کہ کون آیا تھا۔اور مقابل کھڑی کڑکی کی آنکھوں میں کسی شخص کے لیے نظر آتی یہ شناسائی اسے شدید گھٹن کا احساس دلا گئی۔

عکس؟؟"دایان تیز تیز قدم چلتا اس سے کچھ فاصلے پر آکر کھڑا ہوا۔"

نظریں زین یزدانی پر مرکوز کیں۔زین نے بھی نظریں اسی پر جمائی ہوئی تھیں۔دونوں کی نظروں میں عجیب سے تاثرات تھے۔

یہاں کیا کر رہی ہیں، تھک جائیں گی، آپ کو آرام کرنا چاہیے۔۔"عکس تو حیران پریشان"

اس کے بدلتے انداز دیکھ رہی تھی، اس طرح کہہ رہا تھا جیسے ان کے بیچ بڑے ہی کوئی دوستانہ

تعلقات ہوں۔

ابھی کچھ دن پہلے ہوئی ان کے بیچ آخری بدمزگی کے بعد سے اس نے اس کے کمرے کا رخ تک نہیں کیا تھا۔اور آج یوں اچانک۔

فی الحال! تمہیں ضرورت ہے!"اس کے تھکے تھکے سے وجود پر نظر ڈالتے طنزیہ انداز میں" بولی۔

آپ یہاں خیریت مسٹر زین؟"دایان نے اپنے آپ کو حتی الامکان نارمل رکھنے کی" کوشش کرتے اب رخ زین کی جانب کیا۔

مس شاہ کی طبیعت پوچھنے آیا تھا۔"زین نے بنا کسی دوسری بات کے سیدھا سا جواب دیا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کے عام سے لہجے میں دیے جانے والا جواب اور عکس کو مس شاہ کہنا سید دایان حیدر شاہ کے اندر آگ بھر گیا تھا جس کا اثر اس کے پل میں ہوتے لال انگارہ چہرے پر صاف نظر آرہا تھا۔

دایان!!"اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ اور ماتھے پر نمودار ہوتے بل اس کو پریشان" کرتے آنکھیں میچنے پر مجبور کر گئے۔پریشانی سے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دباتی وہ دایان کی سمت بڑھی۔

زین نے بھی یہ منظر دیکھا تھا۔

مقابل کھڑی اس عورت کے چہرے پر تو اس نے ہمیشہ ہی اپنے لیے چڑ، ناپسندیدگی اور اس جیسے جانے کتنے رنگ دیکھے تھے۔ پھر آج کیوں اتنی تکلیف ہو رہی تھی۔ آج کیوں برا لگ رہا تھا۔ شاید اس لیے کہ آج اس نے اس کے چہرے پر نرمی دیکھی تھی لیکن کسی اور کے لیے اور وہ کسی اور کوئی اور نہیں بلکہ سید دایان حیدر شاہ تھا جو اس کے مقابلے میں ابھی آیا تھا، لیکن اس کی زندگی کے مقابلے میں وہ اسے اپنے سے کافی آگے لگا تھا۔ اور اس مقابلے میں اسے مقابل کھڑا مرد فاتح ٹھہرتا نظر آ رہا تھا۔

یکدم اسے اپنے ارد گرد آکسیجن کی شدید کمی محسوس ہوئی۔ بے ساختہ ہاتھ گردن پر گیا۔

"میں چلتا ہوں اب مس شاہ۔۔ خیال رکھیے گا۔۔ اپنا!" اس سے اب کھڑا رہنا محال ہوا۔ حلق تر کرتے بہ مشکل کہتا، وہ ان دونوں کی طرف سے رخ پھیر گیا۔

اس کا پھر اسے مس شاہ کہہ کر پکارنا اس کے تن بدن میں آگ لگا گیا تھا۔ لیکن ضبط اس لڑکے پر ختم تھا۔

"آپ کو اب آرام کرنا چاہیے۔۔" دایان نے اس کی سمت دیکھے بنا کہا، مگر آواز میں دبے ہوئے اضطراب کی کپکپاہٹ صاف محسوس کی جا سکتی تھی۔ زین کی موجودگی کو وہ مکمل طور پر

فراموش کر چکا تھا۔

میں ٹھیک ہوں!" قدرے سختی سے کہتے ہوئے رخ زین کی طرف موڑا، جیسے دایان کی "موجودگی کو جان بوجھ کر نظر انداز کرنا چاہا ہو۔

،اوکے! شکریہ! مسٹر زین یزدانی!!! آپ انہیں باہر تک چھوڑ آئیں۔۔" اسے دیکھتے کہتی "آخر میں ملازم سے بولی۔ لہجے میں سرد سی شائستگی تھی۔

ملازم کے ساتھ وہ گھر کے دروازے سے نکلتا، کشادہ ڈرائیو وے سے ہوتا، اپنی گاڑی کی سمت بڑھا۔ جہاں اس کے انتظار میں کھڑا ڈرائیور گاڑی کا دروازہ اس کے پہنچنے سے پہلے ہی کھول چکا تھا۔

باغ میں لگے حسین پھولوں اور پودوں سے اپنے راز و نیاز کرتی ثانیہ بیگم اپنا پسندیدہ مشغلہ سر انجام دے رہی تھیں جب ان کی نظر اپنی گاڑی کی جانب جاتے زین یزدانی پر اٹھی تھی اور ،ان ہاتھوں سے کچھ سوکھے پتے جو وہ کچھ دیر پہلے انہوں نے ٹھنڈی گھاس سے اٹھائے تھے ایک بار پھر ان کے ہاتھوں سے چھٹتے گھاس پر بکھرتے چلے گئے تھے۔ یہ چہرہ دیکھ وہ لڑکھڑا گئی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ۔۔یہ،،،یہ ککوو۔یہ کون تھا؟؟" پاس سے گزرتے ملازم سے پوچھتے ان کی نظریں سامنے گھر کے گیٹ سے نکلتی گاڑی پر مرکوز تھیں۔کچھ قدم پیچھے لیتے بہ مشکل اپنی سوچ کو زبان دیتی وہ زمین پر بکھرے سوکھے پتے اپنے پاؤں تلے روند چکی تھیں۔

"پتہ نہیں، چھوٹی بیگم! عکس باجی کے مہمان تھے،ان کی طبیعت پوچھنے آئے تھے۔"

"اچھا! ٹھیک۔۔!" کہتی وہ مرے مرے قدموں سے اندر کی طرف اپنے وجود کو دھکیلتی اپنے قدم بڑھا گئیں۔

"ہو بہو،وہ ہی شکل،وہ ہی آنکھیں، بال، قد۔وہ ہہ،،وہ ہی مغرورانہ انداز،چلنے کا طریقہ۔۔نہیں یہ ـــ یااللہ۔۔!!" ماضی کے کچھ بھیانک چہروں کے عکس ان کی آنکھوں کے پردے پر لہراتے ان کے وجود کو ایک بار پھر بھاری کر چکے تھے۔

زین یزدانی کا چہرہ،انھیں اپنی زندگی کا بدترین ماضی کسی صاف وشفاف آئینے کی طرح دکھاتا چلا گیا تھا۔

دل چاہا تھا کہ اس آئینے کو چکنا چور کر دیں، لیکن وہ آج بھی یہ کرنے سے قاصر ٹھہری تھیں۔

اس کے جاتے ہی وہ پھرتی سے دایان کی جانب پلٹی،ضبط کی دیوار ٹوٹنے کو تھی۔

کیا بد تمیزی تھی یہ، دایان؟؟" تیز آواز میں کہتی وہ دبی دبی آواز میں چلائی۔"

مجھ سے پوچھ رہی ہیں؟؟ وہ کس طرح آپ کو مخاطب کر رہا تھا؟؟ اور کیوں؟؟ کیوں آیا تھا"
وہ یہاں؟؟" جلتی آنکھیں اٹھاتے اس نے ایک استفاہیہ نظر اس پر ڈالتے لمحے میں نظریں
پھیر لیں۔ وہ سامنے کھڑی عورت کو ان آتش فشاں نظروں سے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

کیا؟؟ تم؟؟ تم مجھ سے پوچھ رہے ہو؟؟" اس کی آواز میں حیرت سے زیادہ طیش عود کر آیا"
تھا، وہ اس سے پوچھ رہا تھا، اس سے سوالات کر رہا تھا۔

جی! میں آپ سے پوچھ رہا ہوں!!" ایک نظر اس پر ڈالتے، وہ لمحے میں ایک بار پھر، اپنی"
نظریں پھیر چکا تھا، ان سرد نظروں سے سامنے کھڑی عورت کو دیکھنا کہاں گوارہ تھا اسے۔
، انتہائی غصّے کے عالم میں بھی، اسے اپنے ضبط پر عبور حاصل تھا۔ مقابل کی سرخ آنکھیں
ہاتھوں کی پھولتی سبز نیلی نسیں، آستین کہنی تک فولڈ ہونے کی وجہ سے صاف واضح ہوتی اس
کے ضبط کے آخری مراحل پر ہونے کا اعلان کر رہی تھیں۔

لیکن، اس عالم میں بھی اس کی نظریں، اس کا انداز چیخ چیخ کر بتا رہے تھے کہ یہ عورت سید
دایان حیدر شاہ کی پسندیدہ عورت ہے۔ پسندیدہ عورت کے سامنے مرد کی انا ایک بھر بھری
ریت کی مانند ہوتی ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"تمہیں ان سوالات کی اجازت، دی ہی کب ہے میں نے؟ سید دایان حیدر شاہ؟؟ جو آج اتنی ہمت دکھا رہے ہو؟؟" وہ اس کا ضبط ہر بار آخری حد تک ازمایا کرتی تھی۔

دایان کے دانت بھینچ گئے۔ ایک لمحے کو وہ خاموش ہوا۔ وہ اپنے سامنے کھڑی عورت کی کڑواہٹ برداشت کرنے کا عادی تھا۔ ہمیشہ سے کرتا آیا تھا، آج بھی کر سکتا تھا۔

کسی ہستی کی محبت کا عادی ہونے کے بعد اس کی نفرت کا عادی ہونا، سوہانِ روح ثابت ہوتا *ہے*۔

"بولو!۔۔اب کیوں منہ بند ہے؟؟ تمہیں شرم آتی ہے؟؟ آج بھی وہ ہی بد تمیزی! وہ ہی اکھڑ انداز! کس بات کا غرور ہے؟؟ کس بات کی اکڑ؟؟ کس طرح کا رویہ تھا یہ تمہارا اس کے ساتھ۔۔" اب کی بار وہ تیز آواز میں چیخی تھی۔ اس کے سامنے، اسے شدید شرمندگی کا احساس ہوا تھا، اس کے انداز پر۔

"مت کریں۔۔۔ مت کریں میرے ساتھ یہ سب۔۔۔!!!" لہجے اور الفاظ دونوں میں ٹوٹ پھوٹ کی آمیزش گھل آئی تھی۔ اندر ابلتے ابال کے باوجود وہ اپنی آواز کو اس عورت پر تیز نہیں کر سکا تھا۔

"تم!!۔۔" ابھی وہ کچھ کہتی جب چند قدم اس کی جانب بڑھاتے ایک فاصلے پر رکتا وہ ہاتھ

بڑھا کر اس کے پیچھے میز پر رکھے سفید ٹیولپس اٹھا گیا۔

میری ایک بات غور سے سن لیں، آپ کی نرمی، آپ کا غصّہ سب صرف میرے لیے ہونا" چاہیے۔۔ نرمی نہیں برتنی، نہ برتیں لیکن یہ نرمی اگر کسی اور کے ساتھ برتی ـــــ" وہ لمحہ بھر کو رکا، آنکھوں میں ٹھنڈی رات کی سی سردی در آئی تھی میں لہجے میں سڑک کی سی سختی تھی۔

تو یاد رکھیے گا بے موت مارا جائے گا وہ۔۔" آہستہ آواز میں کہتے پھولوں کو مسلتا زمین پر" پھینک گیا۔

وائٹ ٹیولپس ایک بار پھر اپنی قسمت پر اشک بار ہوئے تھے۔

"اپنی حد میں رہو دایان!! تمہاری یہ بڑھتی بدتمیزیاں میری برداشت ختم کر رہی ہیں۔۔" آگے بڑھتی کاٹ دار لہجے میں کہتی وہ اسے اس کے لہجے کا اندازہ کرانے کی ناکام سی کوشش کر گئی۔

اور جو میں ختم ہوتا جا رہا ہوں؟؟" زیرِلب کہتے، اپنی آواز کو دبایا۔ جانتا تھا کہ اس پر الگ" طوفان کھڑا کر دے گی وہ۔

کیا بکواس کر رہے ہو؟ زور سے کہو، کیا کہا ہے ابھی تم نے؟" آج پھر اس کا ہاتھ اٹھا تھا، کچھ "

طبیعت کا چڑچڑا پن تھا اور کچھ اس کا زین کے ساتھ روڈ ہونے پر غصّہ کہ وہ بے قابو ہوتی اسے دھکیلنے کے لیے ہاتھ اٹھا گئی تھی لیکن صد شکر کہ، اس بار وہ ہاتھ روک چکی تھی اور زور سے مٹھی بناتے اپنے پہلو میں گراتی، پُر سکون ہونے کی کوشش کرتی اس پر زہریلی نگاہ ڈالتی، پیچھے ہوئی۔

''آپ تو یار کیوں کرتی ہیں؟ اتنی نفرت؟؟ کیوں سب کو بخش سکتی ہیں لیکن مجھے نہیں۔۔؟ اپنی طرف نکلتے حساب میں اضافہ کرتی جا رہی ہیں۔۔'' اس کا اضطراب بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

اس کا اٹھا ہاتھ وہ دیکھ چکا تھا۔

''ہنہہ!! ڈرتی نہیں ہوں میں تم سے۔۔'' اس کے انداز پر ہنسی تھی وہ، کھوکھلی پھیکی ہنسی۔

''آپ کیوں ڈریں گی یار!! جب میں خود ڈرتا ہوں آپ سے۔۔ جائیں آرام کریں!!'' کہتے وہ ٹھہرا نہیں تھا۔

،ہیں دلیلیں تیرے خلاف مگر

،سوچتا ہوں تیری حمایت میں

پیچھے صرف خاموشی، زمین پر بکھرے ٹیولپس، کچھ لمحات اور وہ رہ گئے تھے۔

عکس نے دروازے کی سمت دیکھا جہاں سے وہ ابھی ابھی گیا تھا، دروازے پر کھڑی زینب بیگم

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کو دیکھ کر اسے شدت سے اپنے رویے کا احساس ہوا۔

،ان دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ یہ رویہ دیکھ، سب سے زیادہ تکلیف انھیں ہوتی تھی ماں تھیں دونوں طرف سے نقصان ان ہی کا ہونا تھا۔

سردیوں کی ایک خاموش رات آہستہ آہستہ شہر پر اترتی پھیلتی چلی جا رہی تھی اور دور آسمان پر چاند اپنی ہلکی سی چاندنی بکھیر رہا تھا جو سنسان گلیوں اور گھروں کی چھتوں پر چاندی جیسی روشنی پھیلا تا رات کی سیاہی کو روشن کرتا ایک ادا سے کروٹیں لیتا محسوس ہوا، ٹھنڈی ہوا میں ایک خاص تازگی تھی اور سانس لیتے وقت منہ سے دھند سی نکلتی دکھائی دیتی موسم سرما کی سردی کا احساس دلاتی کپکپانے پر مجبور کر رہی تھی۔ درختوں کی ٹھنڈی شاخیں ہلکی ہوا کے ساتھ سرسراتی، جیسے رات کی خاموشی میں کوئی مدھم سی سرگوشی کر رہی تھیں۔

دور کہیں گھروں کی کھڑکیوں سے جھانکتی پیلی، سفید روشنی سرد رات کے مقابل ایک عجیب سی گرمی اور سکون کا احساس دے رہی تھی۔ کہیں دور کتوں کے بھونکنے کی آوازیں اور پھر خاموشی پہلے سے بھی گہری ہو جاتی تھی۔ لوگ گرم شالوں میں لپٹے جلدی جلدی قدم لیتے اپنے گھروں کی طرف قدم بڑھا رہے تھے، جبکہ باقی دنیا اس پر سکون سرد رات کی آغوش

میں گہری نیند سو رہی تھی۔

اور وہیں اس ملک کے محافظ اس ٹھٹھرتی سردرات میں ملک کی حفاظت کے لیے چٹان بنے اپنے اپنے محاذ پر نکلے کھڑے تھے۔

"رعد!! آپ اور غاز پیچھے والے دروازے سے اندر آجائیے گا، میں، یمان اور ولف آگے والے سے آئے گے۔"

"اوکے!!" وہ پانچوں خاموشی سے اپنی اپنی پوزیشن لیے کھڑے تھے، جب اطلاع کے مطابق وہاں چار سیاہ گاڑیاں آکر رکی تھیں، جن پر سیاہ شیڈز لگے تھے، گاڑی میں کتنے لوگ تھے، کچھ نظر نہیں آرہا تھا، ہر گاڑی سے دو دو آدمی نکلے تھے، چار تو اپنے یونیفارم سے گارڈز معلوم ہوئے، جبکہ باقی چار کے اعلیٰ مہنگے سوٹ ان کی حیثیت کا تعین کرانے کے لیے کافی تھے۔

"یہ لوگ خالی ہاتھ کیوں ہیں؟؟ ہتھیار کہاں ہیں؟؟" ان لوگوں کے ہاتھ میں کچھ نہ دیکھ غازی چلایا تھا۔

"ششش!! دیکھتے ہیں کیا کرتے ہیں۔۔ صبر کرو!!" دایان کی سرسراتی آواز اسے اپنے قریب محسوس ہوئی۔

"کیا حال ہیں زی؟ آج تو بڑے بڑے لوگ خود آئے ہیں؟" مقابل کھڑا درمیانی عمر کا آدمی اپنے مقابل کھڑے شخص سے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھاتے گرمجوشی سے بولا تھا۔اس نے اونچی آواز میں کہا تھا اور اسکی یہ آواز وہاں کھڑے ان پانچوں نے بھی سنی تھی۔

"ڈیم!! زی یہاں موجود ہے رعد!!! آج نہیں چھوڑوں گا اسے، ہمیں اسے کسی بھی حال میں پکڑنا ہوگا۔۔" ولف نے کہتے ٹھوکر سے پتھر کو دور اچھالتے جیسے اس پر اپنا غصّہ نکالا۔

"فائنلی! آج چوہا بل سے نکل آیا۔۔" یمان نے استہزایہ فقرہ مکمل کیا۔

"آہاں!! چوہا نہیں ہے وہ، اسے کمزور سمجھنے کی غلطی نہیں کرنا، شیر کی سی وہشت ہے اس میں، وہشی جانور ہے وہ۔۔" اس کے فقرے پر ابی کی آواز ان کی سماعت سے ٹکرائی۔ابی یہاں نہیں تھا۔

"تو اس کی سائیڈ ہے یا ہماری؟ دشمن کی تعریف کر رہا ہے۔۔" غازی کو بھی اب غصّہ آیا۔

"آگاہ کر رہا ہوں، اس کی شکل نہیں دیکھی پر کافی قریب سے دیکھا ہے، میں نے پہلے بھی کہا تھا، اس بار مقابلے پر کوئی ٹکر کا آیا ہے۔۔"

"ہاں تو کیا کریں؟ ہمارے پاس بھی ایک وہشی بھیڑیا ہے، تو فکر نہیں کر وہ اسے نگل لے گا۔۔" غازی نے ولف کے کندھے پر تھپکتے ہوئے بھرم سے کہا۔ جس پر ولف نے ایک تیز

گھوری سے اسے نوازتے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

ہمم!!انشاءاللہ!!!"ایبی نے سر جھٹکا۔"

کام کی بات کرو؟؟سامان کہاں ہے؟؟"اس کے مصافحے کے لیے بڑھائے ہاتھ کو نظر"
انداز کرتا وہ اطمینان سے بولا۔

میسج ریسیو ہو جائے تو سامان کا بھی پتہ چل جائے گا،زی!!" کمینگی سے مسکراتے زی کو"
دیکھا تھا۔

گلے تو ملنا پڑے گا یار!!"اپنے اسمارٹ فون پر آئے میسج کو دیکھتا وہ آگے ہو کر زی سے گلے"
ملتے آہستہ سرگوشی کے سے انداز میں بولا۔زی ابھی اسے دھکا دینے ہی والا تھا جب اس کے
آگے کے الفاظ اسے کوئی سخت قدم اٹھانے سے روک گئے۔

گاڑیاں ایکسچینج ہو نگی، تم میری گاڑی میں جا کر بیٹھو گے اور میں تمہاری، ہماری گاڑیوں میں"
"سارے ہتھیار موجود ہیں، خاموشی سے اسی طرح واپس جاؤ اور میری گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔۔

یہ لوگ کیا بکواس کر رہے ہیں۔۔"یمان کی آواز ائیر پیس پر گونجتی ان سب کی سماعت کا"
حصہ بنی۔

ہتھیار گاڑی میں ہی ہیں۔۔لیکن اب کس گاڑی میں ہیں یہ نہیں پتہ، چاروں گاڑیوں کو ضبط"

کرنا ہو گا، لیکن بہت احتیاط سے ہمیں بے وقوف بنایا جا رہا ہے، بنا گارڈز کی فوج اور بنا کسی بڑے پیمانے کو ظاہر کیے آنے کا ان کا یہ ہی مقصد ہے کہ ہم انھیں یہاں عام شہری سمجھ کر ان پر توجّہ نہ دیں۔۔" دایان کڑی سے کڑی جوڑتا ان کے قدموں کی آہٹوں سے کافی حد تک ان کے مقصد کا نقشہ کھینچ چکا تھا۔

"آپ فورس کو کہیں کہ تیار رہیں، ہر ایریے میں ہوشیار رہیں، اس جگہ سے وہ لوگ نکلنے نہیں چاہیے، جب تک وہ اس ایریا میں ہیں ہم ہتھیار کا استعمال کر سکتے ہیں یہ پبلک ایریا نہیں ہے، لہذا اسی میں ہمیں انھیں پکڑنا ہے، ہر حال میں۔۔" اب کے غازبولتا رعد کو اشارہ کر چکا تھا۔

"میں آگے والی دو گاڑیوں کے ٹائرز بلاسٹ کروں گا اور تم پیچھے والی گاڑیوں کے، اسی وقت میں تم تینوں کو ان تک پہنچا ہو گا۔"

"ڈن!!!"

"بی کیئر فل!! جتنے کیئر لیس وہ لوگ لگ رہے ہیں اتنے ہی محتاط ہو کر آئیں ہیں، یہ بات یاد رہے۔۔ دشمن کی قابلیت پر شک کرنے والے اپنی شکست خود اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں۔۔"

رعد نے کہتے اپنی گن نکالی۔ شارپ شوٹر کے نام سے پہچانا جاتا تھا وہ 'ایجنسی میں، اس کا نشانہ

کبھی نہیں چوک سکتا تھا۔

"اور ہاں یاد رہے ہمیں زی کو ہر حال میں پکڑنا ہے۔۔" یمان نے کہتے انھیں یاد دلایا۔

"ہاں!! آج سالا۔۔۔ بچ کر نہیں جانا چاہیے۔۔" غاز نے اپنی پسٹل سے نشانہ لیتے دانت چباتے ہوئے کہا۔

"میرے تین تک گنتی گیننے پر ہم فائرنگ کر دیں گے اور تم لوگ ان تک پہنچو گے۔۔" رعد نے کہتے اپنی پسٹل لوڈ کی۔

"1,2....3!!" رعد کے تین گننے پر لگاتار چار فائرز ہوئے تھے، پر فضا میں آواز پیدا نہیں ہوئی تھی، کیونکہ پسٹلز میں سائلنسر لگا ہوا تھا۔ سامنے کھڑی چاروں گاڑیاں آگے کا ٹائر بلاسٹ ہونے پر ادھر اُدھر ڈگمگائی تھیں۔ اور یہاں زی کی چھٹی حس نے اسے کچھ غلط ہونے کا اندیہ دے دیا تھا۔ کہیں کسی وجود کی ناپید گی اسے کسی انے والے پیش خیمہ کی بو سنگھا گئی تھی۔

"یہ ایک ساتھ گاڑیاں کیسے۔۔ ٹائر کیسے خراب ہو گئے۔۔؟؟" دوسری گاڑی میں سوار آدمیوں نے ایک دوسرے سے کہا، اور ساتھ ہی زی کے ائیر پوڈز پر بھی اس کی آواز گونجی تھی۔ کیونکہ دونوں فون پر کنیکٹڈ تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"ڈیم اٹ!! اٹس این اٹیک!!!! وقت نہیں ہے، گاڑی نہیں روکنا۔۔" زی نے کہتے خود بھی برابر میں بیٹھے ڈرائیور کو اشارہ کیا۔ گاڑی کی سپیڈ انتہائی حد پر پہنچ چکی تھی۔ سائٹ ایریا تھا، رش بھی نہیں تھا وہ لوگ نکل سکتے تھے۔

"کسی بھی طرح یہاں سے نکلو، کوشش کرو، پبلک ایریا میں نکل جاؤ۔۔ ہری اپ!! وہاں حملہ نہیں کرے گے وہ لوگ!" زی نے کہتے اپنی پسٹل نکالی، گارڈز پہلے ہی گنز لوڈ کر چکے تھے۔ صرف زی کے اشارے کے منتظر تھے۔

"بہت ہوشیار ہیں سالل۔۔ے ے!!! غاز فائر اگین۔۔" رعد نے کہتے فوراً گاڑیوں کے دوسرے ٹائرز کو بھی بلاسٹ کیا اور اتنے میں ایک گاڑی میں ولف اور ایک میں یمان اور غازی ان کی گاڑیوں کے کافی قریب پہنچ چکے تھے۔ جبکہ دوسری طرف سے ابھی بھی اسپورٹس بائیک پر آتا ایک گاڑی کے ڈرائیور کا نشانہ لے چکا تھا۔

"!! غازی میں اسے اوورٹیک کرتا ہوں تم دونوں بھی دوسری طرف سے کرو"

"!! ٹھیک"

رعد اور غاز بھی اپنی گاڑی میں ان کے پیچھے ہی تھے۔۔

"ہمیں فائرنگ کرنی ہو گی۔۔" کہتے زی نے برابر میں آتی اپنی گاڑی کو سائیڈ ہٹ کرتی،

ولف کی گاڑی میں جھانکا تھا، جہاں اندھیرے میں، ماسک پہنے، شخص کی سرمئی چمکتی آنکھیں اس کی بھوری انکھوں سے ٹکرائیں۔

چاہتے ہوئے بھی زی نے اس کا نشانہ نہیں لیا تھا بلکہ اس کی گاڑی کے ٹائر پر فائر کیا جس سے اس کی گاڑی نے کچھ چکر لیے تھے۔

یو!!!"ولف نے کہتے دو فائر اس کی گاڑی پر کرتے، اسے ڈرانا چاہا۔"

کچھ ہی سیکنڈز میں دونوں طرف سے فائرنگ شروع ہو چکی تھی، ان کے تین چار آدمی مارے جا چکے تھے۔ دو گاڑیوں کے لوگ مارے گئے تھے اور گاڑیاں یمان اور غازی ضبط کر چکے تھے۔ شانزل کی پولس جیپ اندھیرے کو چیرتی سائرن بجاتی دوسری طرف سے آتی دکھائی دے رہی تھی۔ جسے دیکھتے زی نے اپنی گاڑی کا اسٹیئرنگ ویل سنبھالا کیونکہ اس کی گاڑی چلاتا ڈرائیو مارا جا چکا تھا۔

بہت مہنگا پڑے گا تم لوگوں کو۔۔"اس بار اپنے آپ سے کہتے زی نے ایک فائر اپنے" قریب آتی گاڑی میں بیٹھے ولف پر کیا تھا اور نشانہ تو اس کا بھی بڑا پکا تھا ولف کے بازو کو چیرتی گولی گوشت میں پیوست ہوئی تھی، ولف نے بھی اسی لمحے اس پر تانی اپنی پسٹل کا ٹریگر پریس کیا، اور اس شارپ فائٹر کا نشانہ چوکا نہیں تھا دل کے مقام سے ذرا ہٹ کر اسے زندگی کا ایک

اور موقع دیتا اس کے کندھے سے زرا نیچے لگا تھا۔ گویا مقابل کی ہمت پر اسے بتایا گیا تھا کہ مارنا ابھی ہمارا مقصد نہیں ہے۔

دونوں آس پاس سے بے گانے ہوئے ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے، دونوں کی آنکھوں میں ایک دوسرے کے لیے تو کچھ نہیں تھا، لیکن سرمئی آنکھوں میں اپنے ملک کو بچانے کا جنون اور بھوری آنکھوں میں اس ملک کو تباہ کرنے کا جنون سر چڑھ کر بول رہا تھا۔

بس ایک لمحہ لگا تھا اور ان دونوں کا اسٹیئرنگ ویل پر توازن برقرار نہ رہتے زوردار بلاسٹ کے ساتھ گاڑیاں آپس میں ٹکرائیں تھیں۔ جس پر رعد اور غازان گاڑیوں کی جاب اپنی گاڑی کا روخ کرتے، فوراً گاڑی سے اترتے ولف کی سمت بھاگے۔ آگ کے دہکتے شعلے اور چنگاریاں انہیں ہولا رہی تھیں۔ دھواں تیزی سے پھیلتا، منظر کو دھندلا گیا۔

دونوں کی گاڑیوں کی اسپیڈ انتہائی حد تک تیز تھی جس کی وجہ سے دونوں گاڑیاں آپس میں ٹکراتی آگ کی شدید لپیٹ میں آچکی تھیں۔

وہ دونوں جلتی گاڑی کے قریب دوڑے تھے، جب پیچھے سے کوئی آواز انھیں اپنی سماعت سے ٹکراتی محسوس ہوئی۔

دوسری گاڑی میں ہے وہ۔۔ وہ۔۔۔" دھوئیں کو چیرتا، شعلوں کی لپیٹ سے باہر آتا، اپنے"

Clubb of Quality Content

بازو سے بہتے خون کو دوسرے ہاتھ سے روکتا وہ آنکھوں سے دوسری گاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"میری طرف نہیں آئیں۔۔ میں ٹھیک ہوں اسے پکڑیں جائیں!!!!!!" انھیں اپنی سمت بڑھتے دیکھ وہ چیخا تھا۔

دونوں اس کے کہے کے مطابق جلتی گاڑیوں سے بامشکل نکلتے اس طرف گئے، لیکن خالی جگہ انھیں، ایک بار پھر زی کے بھاگ جانے کا بتاتی منہ چڑھا رہی گئی۔

"نہیں ہے۔۔۔" غاز نے گن کمر میں لگاتے، بالوں کو ماتھے سے اوپر کرتے دانت بھینچتے کہا۔ چہرے پر ملال صاف رقم تھا۔۔ ایک بار پھر زی ان کے ہاتھوں سے بچ نکلا تھا۔

ایسے کیسے بھاگ سکتا ہے؟؟ میں نے اس کے سینے پر فائر کیا ہے، وہ زیادہ دور نہیں جا سکتا۔۔ ڈھونڈو اسے ے ے۔۔!!" اپنے بازو سے پانی کی طرح بہتے خون پر ہاتھ رکھتے دباتا وہ سب پر دھاڑا تھا۔

مسلسل کوشش کے باوجود وہاں کوئی نہیں ملا تھا۔

"بس!!! ولفف!!! وہ بھاگ چکا ہے، چلو تم تمہیں اس وقت ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے۔۔ بس نہیں ہے وہ۔۔!" رعد نے کہتے سب کو اشارہ کیا۔

”شانزل مجھے ساری رپورٹ چاہیے۔۔“شانزل کو کہتے اس نے ولف کی جانب دیکھا جسے غازی گاڑی میں بٹھا رہا تھا۔

”اوکے رعد!!“کہتا سر اثبات میں ہلا گیا۔

”چلو تم لوگ!! لیٹس گو!! ہری اپ!! ہم زیادہ دیر یہاں نہیں رک سکتے۔۔۔“کہتے وہ چھ وہاں سے نکلے تھے۔

شانزل بھی فورینسک کو کال کرتا اپنے کام میں لگا۔

باقی گاڑیاں حراست میں لی جا چکی تھیں، گاڑیوں کی چھان بین ہو رہی تھی، فورینسک ٹیم اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھی، دو آدمیوں کو حراست میں لے لیا تھا، اور گاڑیوں سے کثیر تعداد میں برآمد ہوئے خطرناک ہتھیار ضبط کر لیے گئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

”آپ ٹھیک ہیں؟؟ سنیں! آنکھیں کھولیں۔۔!!“فارمیسی سے میڈیسن لیتی وہ گاڑی گھر کے راستے پر ڈالتی، غزوان سے ایک دن پہلے ہوئی باتوں کے بارے میں سوچ رہی تھی، جب ایک جھٹکے سے اس نے گاڑی کو بریک لگایا۔ اسے محسوس ہوا کہ جیسے کوئی وجود اس کی گاڑی سے ٹکرایا ہو۔

اور یہ خیال ہی اس کی جان پر سوہان روح بن کر گرا تھا کہ کوئی اسکی گاڑی کے نیچے۔۔

نہیں!! یااللہ!! ٹھیک ہو جو بھی ہے۔۔ میری گاڑی تو بلکل نارمل اسپیڈ پر تھی، یہ" کیسے۔۔؟؟" کہتے دل ہی دل میں اس کی سلامتی کی دعا کرتی باہر نکلی۔ دسمبر کی اس ٹھٹھرتی سردی میں بھی اس کا چہرہ پسینے سے بھیگ چکا تھا، دوپٹے سے چہرے پر آیا پسینہ پوچھا۔ قدم آگے بڑھاتی، اس کی نظریں خوف سے پھٹنے کو تھیں، خون میں لت پت منہ کے بل پڑا وجود اس کے جسم سے روح کھینچ لیتا اگر جو وہ اس شخص کا ہلتا ہاتھ نہ دیکھ لیتی۔

یااللہ!! شکر!!" حلق تر کرتے، گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھی۔"

پلیز اٹھیں۔۔ آنکھیں کھولیں، آپ ٹھیک ہیں؟ میری آواز سن پا رہے ہیں؟" بہت مشکل" سے اس کا بازو پکڑتے سیدھا کیا۔ وہ اتنا لمبا چوڑا مرد اور کہاں یہ نازک سی لڑکی۔ بہت مشکل سے وہ اسے سیدھا کرنے میں کامیاب ہو پائی تھی۔

لیکن سیدھے ہونے پر مقابل کی بھوری آنکھیں اور چہرہ اسے کسی منظر کی یاد دلا گیا۔

آپ؟؟" اتنے سالوں بعد اس شخص کو دیکھ وہ سمجھ نہ پائی کہ کیا بولے۔ کیا کرے۔ سامنے" پڑے مرد کو اس نے کبھی اس حالت میں دیکھنے کا تصور تک نہیں کیا تھا۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ دوسری ملاقات اس شخص سے، اس طرح سے ہو گی۔

ماضی

اس گاڑی کو بھی اس وقت خراب ہونا تھا۔۔" گاڑی سے نیچے اتر کر گاڑی کا بونٹ کھولا۔"

بونٹ کھلتے ہی ایک تیز بھانپ کا بھپکا اس کے چہرے کی زینت بنا تھا۔

"یااللہ!!" کہتے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتی، بونٹ کو اسٹینڈ سے سیدھا کیے، چہرے پر شدید بے زاریت لیے گاڑی کا ٹرنک کھلوتے پانی کی بوتل نکالی۔

گرم انجن میں پانی ڈالتے ادھر اُدھر نظریں دوڑائیں، وہ اس وقت جس روڈ پر کھڑی تھی وہاں کافی سناٹا تھا، گاڑیاں گزر بھی رہیں تھیں تو کافی تیزی سے۔

"ارے ارے دیکھو!! بیچاری لڑکی اکیلی کھڑی ہے، گاڑی خراب ہو گئی ہے شاید، چلو زرا ان کی مدد کر دیں۔"

اوپر سے کھلی جیپ اس کے قریب آ کر رکی۔ جس میں چار انتہائی اوباش قسم کے لڑکے بیٹھے آپس میں اسے دیکھتے تبصرہ کر رہے تھے، گلے میں چین، کان میں بالی پہنے وہ اسے شدید زہر لگے۔

"ہاں!! زرا پوچھو تو مس سے کہ کیا مسلہ ہے؟"

"چل ہٹ زرا سائیڈ ہو، مجھے زرا پوچھنے دے کیا مسئلہ ہوا ہے، دیکھ کر آؤں۔۔" دوسرے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لڑکے سے کہتا جمپ مارتا جیپ سے اترا۔

"ادھر آ زیادہ ہوشیار بن رہا ہے، اکیلے اکیلے!! ہم بھی چلے گے ساتھ، ہم بھی مدد کرے گے، سارے نمبر تیرے کو چاہیے ہاں!!" کمینگی سے ہنستے وہ بھی اترا۔

پہلے ہی گاڑی کی وجہ سے وہ پریشان کھڑی تھی اس پر افتاد یہ کہ چاروں انتہائی گھٹیا انداز میں اسے دیکھتے، جملے کس رہے تھے۔ آخری والے کے جملے پر تو اس کا دماغ بھگ سے اڑا تھا۔

ساتھ ہی ان کو اترتے دیکھ اس کا حلق تک خشک ہوا، مگر ظاہر نہ ہونے دیا تھا، تیز گھوری سے اسے نوازتے اس نے فون پر کسی کو کال لگانے کی کوشش کی۔

"ارے میڈم جی! ہم ہیں نا!" باقی دو بھی جیپ سے چھلانگ لگاتے اتر کر اس کی طرف آئے اور ایک اس کے ہاتھ سے فون چھین گیا۔ اس کے چہرے کی کراہیت سے عناب کو شدید گھن آئی تھی۔

"پہلی اور آخری بار کہہ رہی ہوں، اپنا راستہ بدل لو، نہیں تو بدلنے کے لائق نہیں رہو گے۔"

"اووو!! میں تو ڈر گیا!! دیکھو کانپ رہا ہوں ڈر کے مارے۔۔ یہ لوگ بھی ڈر گئے! اوئے چلو ڈرو، لڑکی ڈرانا چاہ رہی ہے بیچاری!!۔۔" اس کا مزاق اڑانے کے سے انداز میں بولے۔

"ویسے ہو مست یار، دھمکی دیتی ہوئی بھی کمال لگ رہی ہو۔" ببل چباتا، وہ اخلاق کی آخری

سیڑھی سے بھی گرتا چلا گیا۔

”آ جاؤ اس وقت تنہا اکیلے کھڑے رہنا خطرے سے خالی نہیں، آ جاؤ گھر چھوڑ دیتے ہیں۔ میرے برابر والی سیٹ پر۔۔“ اسے اوپر سے نیچے تک غلیظ نظروں میں دیکھتا وہ معنی خیزی سے بولا۔

”یو!!“ عناب نے کہتے لمحے کا وقت دیے بغیر ایک زوردار تھپڑ اس کے گال پر مارنے کے لیے اٹھایا جسے وہ لڑکا تھام گیا تھا۔

”یو! بچ!! مجھ پر ہاتھ اٹھائے گی۔“ ایک جھٹکے سے اسے کہنی سے پکڑتے جھٹکا دیا۔

مقابل کے ہاتھ اپنے ہاتھ پر دیکھ، عناب کے تو جسم پر جیسے سانپ رینگ گئے تھے۔ وہ بدک کر پیچھے ہوئی تھی لیکن اپنی کہنی اس کی گرفت سے آزاد نہ کرا سکی۔

”ہاتھ چھوڑو میرا!“ ان چاروں کو اپنے قریب آتے دیکھ اور اس کا ہاتھ اپنے بازو پر دیکھتے اس کے اندر آگ دہک اٹھی تھی۔

”اتنی آسانی سے تو نہیں۔۔!! پہلے کچھ انٹرٹینمنٹ ہو جائے۔“

”آہ!! چھوڑو!!!“ دو لڑکوں نے سختی سے اس کے بازو پکڑے ہوئے تھے اور تیسرا جس کے منہ پر اس نے تھپڑ مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا تھا، وہ اسے تھپڑ مارنے کے لیے آگے بڑھا۔

"یو بلڈی بچ!!! ہاتھ اٹھائے گی مجھ پر۔۔" کہتے پوری طاقت سے اس کے گال پر تھپڑ مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا۔

پر اس کا ہوا میں معلق ہاتھ عناب کے گال تک پہنچنے سے پہلے ہی کوئی پکڑتا پیچھے کمر پر لے جاتا موڑ چکا تھا، جس پر اس کے گلے سے دل خراش چیخ نکلتی فضا کا حصّہ بنی، جسے سنتے عناب نے بھی اپنی بھینچی ہوئی آنکھیں کھولتے سامنے دیکھا۔

"آاا!!!! ہاتھ چھوڑ میرا!!" بلکتے ہوئے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا۔ مقابل کھڑے شخص نے ایک نگاہ عناب پر ڈالی تھی اور اس لڑکی کی آنکھوں میں بھرے آنسو، اس کی بھنویں ناک پر سمیٹتے ان چاروں کے لیے قہر بنے تھے۔

"چھوڑ دوں؟" مقابل کھڑے اس شخص نے دوسرے ہاتھ سے اپنے گلاسس اتارتے پاس کھڑی عناب کی جانب بڑھائے۔ جسے بنا کچھ کہے وہ تھام گئی۔ پتہ نہیں کیوں پر اسے یہ اپنا مسیحا ہی لگا تھا۔ وہ جو کسی سے مدد نہیں لیتی تھی آج اس کا دل اس کے حق میں گواہی دے رہا تھا۔

"ہاہہ ہہ ہاہاں ہاں!! پلیز!!!" اس کے سوال پر بہ مشکل بولتے تیزی سے سر ہلایا۔

"وہ بھی تو تجھ سے یہ ہی بول رہی تھی۔۔ تو نے چھوڑا؟" مقابل کھڑی لڑکی کی آنکھوں میں سکون دیکھ مطمئن ہوتا اپنی نظریں اس پر سے ہٹا گیا تھا۔

چھوڑ، تیری کیا لگتی ہے یہ؟؟ چل تو بھی۔۔ کچ۔۔م۔۔!!" ابھی اس کے لفظ پورے بھی" نہیں ہوئے تھے، جب آنے والے نے ایک زوردار پنچ اس کے منہ پر جڑتے، اس کا جبڑا ہلا ڈالا، اس کا جملہ اس کی موت کی وجہ بننے والا تھا، ساتھ ہی اس بدبخت کے الفاظ پر عناب کے رونے کی آواز بلند ہوئی تھی، اس کی آواز کا مقابل کی سماعت سے ٹکرانا تھا، ایک بار پھر اس کا ہاتھ اٹھا اور یکے بعد دیگرے تین پنچ اس کے منہ پر مارے۔

اے ے ے ے!!! کیا مزاق لگایا ہوا ہے، چھوڑ اس کا ہاتھ۔۔" چوتھا جو اس کے برابر" میں کھڑا تھا، دوست کا خون سے تر چہرہ دیکھ، اگے بڑھا، آگے آکر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے اپنے دوست کو اس سے چھڑانا چاہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

صبر!! باری آئے گی تیری بھی۔۔" دوسرے ہاتھ سے اس کے ہاتھ کو ایک جھٹکے سے" اپنے ہاتھ سے ہٹاتے دور دھکا دیا تھا اور ساتھ ہی پہلے سے پکڑے لڑکے کے ہاتھ کو پوری طاقت سے موڑتا، ایک جھٹکے سے چھوڑ گیا۔ اس کا ہاتھ چھوڑنا تھا اور مقابل کی چیخیں آسمان کو چھو رہی تھی، اس کے موڑنے پر ہاتھ کی ہڈی کے ٹوٹنے کی آواز وہاں کھڑے سب لوگوں نے سنی تھی، ہڈی کے ٹوٹنے کی اواز سامنے کھڑی لڑکی کی سسکیاں تک روک گئی تھی۔

عناب کی تو آنکھیں وہشت زدہ سی اپنے سامنے کھڑے اس شخص کو دیکھ رہی تھیں جو اس

کے لیے تو فرشتہ بن کر آیا تھا پر ان کے لیے موت۔

گرے ٹاکسیڈو اور بلیک شرٹ میں، بالوں کو پونی میں قید کیے وہ اپنی نظروں سے ہی سامنے والے کا خون خشک کر دینے کی طاقت رکھتا تھا۔اسے دیکھ باقی دو لڑکے جو پہلے ہی عناب کے ہاتھ چھوڑ چکے تھے۔اب اس سے پیچھے ہوئے۔

سالے!!" دوسرا لڑکا اپنے دوست کی حالت دیکھا غصے سے دوسرے دو کو اشارہ کرتا اس" کی جانب لپکا۔

تینوں کو ایک ساتھ اس کی جانب بڑھتے دیکھ ایک قطار میں کھڑے اس کے گارڈز فوراً آگے آئے تھے جنہیں ہاتھ کے اشارے سے وہ روک گیا۔

بچے! ابھی وقت لگے گا۔" اپنی گردن دائیں بائیں گھماتے، گہری بھوری نظروں سے" اسے دیکھتے ایک زوردار پنچ اس کے منہ پر رسید کیا اور لمحے میں اس کے ساتھ ہی آگے بڑھتے دوسرے لڑکے کے پیٹ پر ایک زوردار بوٹ مارا۔اسے ان دونوں کو مارتے دیکھ تیسرا لڑکا پیچھے سے پاس پڑا ایک اینٹ نما پتھر اٹھاتا اس پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھا۔

پیچھے دیکھیں، وہ وہ آپ کو۔۔۔" عناب جو اسے دیکھ چکی تھی، چیختی اس کی طرف بڑھی" اسے آگاہ کرنے کے لیے۔

اس کی آواز پر وہ لمحے میں پیچھے کی جانب مڑا اور اس کی گردن پر اپنی گرفت مضبوط کر گیا۔

"چھوڑ دو اسے، تیرا کیا جاتا ہے، کیا لگتی ہے یہ تیری۔۔" بری طرح مار کھانے کا باوجود ان میں سے ایک اپنے منہ سے خون صاف کرتا اس کی گرفت میں اپنی دوست کی گردن دیکھ بولا۔

"بے غیرت، ذلیل انسان!!!!" اپنی گرفت میں قید آدمی کو دور پھینکتا اس کی جانب رخ کرتا دھاڑتے ہوئے پوری طاقت سے اس کے منہ پر اپنے ہاتھ کا بنایا مکا مار چکا تھا۔ یہاں بھی بس نہیں ہوئی تھی، ایکبار پھر دوہرایا گیا اس کا وہی جملہ اسے طیش دلا چکا تھا اور اس کی لال انگارہ آنکھیں صاف ظاہر کر رہی تھیں کہ اس نے اپنی موت کو دعوت دی ہے۔

زمین پر پھینکتا وہ اب اپنا بھاری بوٹ اس کے خون سے اٹے منہ پر رکھتا اس کا منہ مسل گیا۔

"نن نہیں مم معامم معاففف کر دد کر دوو۔۔!!" وہ چاروں جان چکے تھے سامنے کھڑا مرد ان کی موت بن کر آیا ہے۔

اپنی کمر میں لگی گن نکالتے، اس کی پیشانی کا نشانہ لیا۔

"نہیں نہیں!! رحم پلیز! ہمیں چھوڑ دو، آئندہ کبھی کسی کے ساتھ ایسا نہیں کریں گے، معاف کر دو پلیز معاف کر دو!!" تینوں گھٹنوں کے بل چلتے اس کے قدموں سے لپٹ گئے

تھے۔

چاروں کی حالت ایسی تھی کہ اب جان نکلی کہ تب۔اس کی گرفت میں جگڑے لڑکے کی آنکھیں اُبل آنے کو ہوئیں۔یہ وہ ہی تھا جس نے کچھ دیر پہلے اخلاق کے سارے دائرے بالائے طاق رکھتے انتہائی نازیبا الفاظ استعمال کیے تھے۔

اور اس کی بد قسمتی کہ وہ سب الفاظ صیّام ذو لفقار ملک کی سماعت کا حصّہ بنے تھے۔ اس کی آنکھوں میں اترتا خون صاف ظاہر کر رہا تھا کہ ان کا وقت آخر آچکا ہے۔

''چچچھوڑڑڑدد۔۔۔''اس کی گرفت میں قید لڑکے کے حلق سے بہ مشکل آواز نکلی تھی۔

لیکن مقابل کو کہاں فرق پڑتا تھا۔

''پلیز!!چھوڑ دیں اسے۔۔پلیز!!!وہ مر جائے گاااا۔۔!!''اس کے قریب آکر بولی، لیکن مقابل کو ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ اسے گمان ہوا کہ اس کی آواز ناکافی ہے جس پر آخر میں وہ اپنی آواز زرا تیز کر گئی۔

اس کی اونچی آواز پر اس کی گرفت ڈھیلی ہوئی تھی،اور صیّام ذو لفقار ملک نے ایک لحظے میں پلٹ کر اس چھٹانک بھر کی لڑکی کو دیکھا۔

''یہ ہی آواز پہلے اونچی کرنی تھی جب یہ ذلیل آدمی تم سے بد تمیزی کر رہا تھا۔۔''آہستہ مگر

روعب دار آواز میں کہتا وہ اس لڑکے کو اس کے قدموں میں پھینک چکا تھا۔

معافی مانگ اس سے۔۔۔!!!"اس کی دھاڑ پر عناب نے ڈر کر آنکھیں بھینچتے، کچھ قدم" پیچھے لیے۔

سامنے کھڑی لڑکی کو ڈرتے دیکھ، اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے اپنا غصّہ کم کرنا چاہا۔

معافی مانگ۔۔"اس بار آہستہ سے بولا۔"

جج جی جی معا معاف معاف کر دیں ہمیں آئن دد نندہ آئندہ نہیں ہوگا۔۔"کھانستے ہوئے" اپنی گردن کو سہلاتے ہوئے بولا، باقی تین بھی آگے آکر اس کے ساتھ اس لڑکی کے قدموں میں بیٹھتے ہاتھ جوڑ گئے۔

اس کی روعب دار شخصیت دیکھ انھیں اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ کوئی عام انسان نہیں تھا۔ یہاں سے صحیح سلامت نکلنا ہی اپنے آپ میں ایک معجزہ تھا۔

عناب کچھ نہیں بولی تھی، خاموش اپنے آگے زرا سائیڈ پر کھڑے اس شخص پر نظریں جمائے ساکت کھڑی تھی۔ اسے اس طرح دیکھ وہ ضبط سے سرخ ہوتی نظروں سے انھیں یہاں سے جانے کا اشارہ کر گیا۔

دفعہ ہو جاؤ!!"اس کے کہنے پر ایک سیکنڈ سے بھی پہلے اپنی ٹوٹی پھوٹی ہڈیوں سمیت بھاگے"

نولز کلب
Clubb of Quality Content!

تھے وہ چاروں۔ کہ جیسے لمحے کی تاخیر انھیں قبر میں اتار دے گی۔

"ٹھیک ہو؟؟" گارڈز جواب تک سر جھکائے کھڑے تھے، حیرت سے سر اٹھاتے اسے دیکھنے لگے، کسی کی پرواہ نہ کرنے والا، ایک دنیا کو تہس نہس کر دے اور سانس تک نہ لے، وہ ایک لڑکی سے پوچھ رہا تھا کہ وہ ٹھیک ہے یا نہیں؟؟ واقعی!!

"ہمم! پر آپ ٹھیک نہیں ہیں۔۔" بنا کسی تاثر سے کہتی اپنا بیگ ادھر ادھر ڈھونڈا، جب اس کی نظر زمین پر پڑے اپنے برانڈڈ بیگ پر گئی، جو مٹی میں اٹ چکا تھا۔ اس کے جھکنے سے پہلے ہی صیّام کی نظروں نے گارڈز کی قطار میں کھڑے آگے کھڑے ایک گارڈ کا رخ کیا تھا۔

یک لخت آگے بڑھتا وہ اس کا بیگ اسے تھماتا پیچھے ہوا۔ نظریں نیچے ہی تھیں۔

"تھینک یو!" عناب نے اس سر جھکائے کھڑے لڑکے کا رسماً شکریہ ادا کیا جس نے اسے بیگ دیا تھا۔

اس کی اس حرکت پر صیّام ذولفقار ملک آنکھیں گھماتا، بے زاریت ظاہر کرتا آگے بڑھا۔

"چلو گھر چھوڑ دوں، گاڑی کی فکر نہیں کرو گھر پہنچ جائے گی۔" اسے کہتے اپنے گلاسز لینے کے لیے اس کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلایا۔

اس نے استفاہیہ نظروں سے اس کے پھیلائے ہاتھ کو دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"گلاسز۔۔!"اس کی نظریں دیکھ،اس کے ہاتھ میں اپنے چشمے کی طرف اشارہ کیا۔

"اوہ! ویٹ! صبر کریں،ادھر آئیں،پہلے وہ والا ہاتھ دیں اپنا۔۔" کہتے اپنے بیگ میں سر ،جھکا یا،اسے ہاتھ آگے نہ کرتے دیکھ،بیگ میں کچھ ڈھونڈتی اسے ہاتھ آگے کرنے کا کہتی اسے دیکھنے کے لیے آنکھیں اٹھائیں۔

"کیا؟؟"آئی بر واونچی کرتا وہ صرف اتنا ہی بول سکا تھا۔

"کیا؟ کیاااا؟؟ ہاتھ دیں!!"سنہری آنکھوں سے اسے گھورتی،اسی کے انداز میں رعبدار آواز نکالنے کی کوشش کی اور اسکی یہ کوشش اس بے حس صیام ذوالفقار ملک کو مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی لیکن وہ لبوں کو لمحے میں سمیٹ گیا تھا،بلا کا کنٹرول تھا اسے اپنے آپ پر۔اپنی تکلیفوں پر بھی اور خوشیوں پر بھی۔

"کچھ نہیں ہے یہ،چلو بیٹھو گاڑی میں۔۔"اپنے ہاتھ کو ایک نظر دیکھا،جس پر ایک گہرا کٹ لگا تھا جہاں سے کافی خون بہہ رہا تھا۔پر یہاں ہوش کسے تھا۔

"ہاتھ دیں ادھر۔۔"زبردستی خود ہی آگے بڑھتی وہ اس کا ہاتھ اوپر کر گئی۔بیگ سے رومال نکال چکی تھی،اینٹی سیپٹک وائپز نکالتے اس کے زخم کو صاف کیا پھر اس پر رومال باندھا۔سنی ،پلاسٹ تھا لیکن زخم کافی گہرا اور بڑا لگا تھا لہذا زخم کو کور کرنے کے لیے سنی پلاسٹ ناکافی تھا

نازکلب
Clubb of Quality Content

اس سارے مرحلے کے دوران اس کے چہرے کے زاویے پل پل بدلے تھے جیسے اسے درد محسوس ہو رہا ہو اور جس کے ہاتھ پر لگی تھی وہ بے تاثر کھڑا چہرے پر بے زاریت لیے اسے دیکھ رہا تھا جیسے بس سامنے کھڑی بچی کو خوش کرنے کی غرض سے بندھوا رہا ہو۔

لیکن صیّام ذوالفقار ملک اور کسی کی خوشی کی غرض کے لیے کچھ کر گزرے۔ حیرت تھی۔

درد ہو رہا ہے ؟؟" رومال باندھ کر اپنے ہاتھ بھی صاف کیے اور بیگ ہینگ کرتے اس کی جانب دیکھا۔

مجھے درد نہیں ہوتا۔" نظریں ادھر اُدھر کرتے جواب دیا۔"

درد تو سب کو ہوتا ہے۔" اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولی۔"

ناولز کلب Clubb of Quality Content

مجھے نہیں ہوتا۔" وہ اپنی بات پر ڈٹا نظر آیا۔"

درد تو سب کو ہوتا ہے، آپ کو بھی ہوتا ہے پر آپ درد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے چیلنج کرنا سیکھ گئے ہیں، آپ درد کو چیلنج کرتے جاتے ہیں اور وہ آپ کی تکلیف بڑھاتا آپ کو آزماتا چلا جاتا ہے، اور اس طرح آپ کو لگتا ہے کہ آپ کو درد نہیں ہوتا۔ جس دن آپ کے اندر درد کو چیلنج کرنے کی چاہت ختم ہوئی نا! اس دن دنیا میں کسی بھی دوسرے شخص سے زیادہ درد ہوگا آپ کو، پھر اس وقت چھوٹی سی سوئی چبھنے جتنی تکلیف بھی کرب میں مبتلا

کر دے گی آپ کو۔۔ پر افسوس، کہ وہ دن کسی شدید درد پر ہی آئے گا، دیکھیے گا آپ۔۔"

اسے رسائی سے سمجھانا چاہا۔

"ہنہہ! فضول فلسفیانہ باتیں، کیا ابھی اس فلسفے نے تمہاری مدد کی؟ نہیں نا؟؟ خیر تم نہیں سمجھو گی چھوٹی لڑکی۔۔ چلو!!" استہزایہ انداز میں کہتا گاڑی کی سمت بڑھا۔

"لیکن میں کبھی نہیں چاہوں گی کہ آپ کے لیے کبھی ایسا دن آئے، میں ہمیشہ آپ کے لیے دعا کرتی رہوں گی۔۔ آپ کا درد ختم ہو جائے گا، آپ درد محسوس کریں گے لیکن اس پر سبقت حاصل کرتے، سورما بھی ثابت ہو گے۔۔" پختہ یقین سے کہتی وہ بھی اس کے پیچھے قدم بڑھا گئی۔

"دعا کرو گی؟ میرے لیے؟ درد کی؟" تمسخرانہ لہجے میں کہتا ایک نظر رک کر اس پر ڈالتے سر دائیں بائیں ہلاتا پھر چلنے لگا۔

"ہاں کیونکہ وہ تو ضروری ہے نا، درد کا احساس ہو گا تب ہی تو کوئی دوسرا احساس بھی ہو گا اور درد کبھی کبھی ضروری ہوتا ہے کیونکہ کوئی اور احساس خدا کے قریب نہیں لے جاتا پر یہ درد کا احساس خدا کے بہت قریب لے جاتا ہے اور درد کے احساس کو محسوس کر کے ہی اس پر سبقت حاصل کی جا سکتی ورنہ نہیں۔۔" اس کے استہزاء کو نظر انداز کرتی وہ اپنی بات مکمل

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

کرتی اسے سمجھانے لگی۔

"ہنہہ فلسفیانہ خیالات! سنو کوئی کسی کے لیے دعا نہیں کرتا چھوٹی لڑکی!! اتنا وقت کسی کے پاس نہیں ہے۔" کہتے اسے گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"میں کروں گی ضرور کروں گی۔ دیکھیے گا۔۔ آپ!!"

"بے وقوف!!" اسے اس لڑکی کی عقل پر ہنسی آئی تھی۔ خود بھی گاڑی میں بیٹھتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔ یعنی وہ خود گاڑی ڈرائیو کرنے والا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

جاری ہے۔

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: